ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت
ملتان

4
اپریل ۲۰۱۶ء
جمادی الثانی/رجب ۱۴۳۷ھ

- مجلس احرار اسلام پاکستان کی مجلس عاملہ کا اجلاس اور قراردادیں
- ''راگ'' بلاول
- ''بدعہدی کر کے نبی ﷺ کا دل نہ دکھائیں''
- امامِ اُمّت ...... سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
- تحفّظ خواتین بل کا شرعی اور معاشرتی جائزہ
- وحدتِ اُمّت
- غامدی صاحب کا جوابی بیانیہ دستور پاکستان اور قادیانیت

نورِ ہدایت

القرآن

”اے ایمان والو! اللہ کے لیے انصاف کی گواہی دینے کے لیے کھڑے ہوجایا کرو اور لوگوں کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف چھوڑ دو۔ انصاف کیا کرو کہ یہی پرہیزگاری کی بات ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے۔“

(سورۃ المائدہ:۸)

الحدیث

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: یقیناً ایسا ہوگا کہ تم (یعنی میری امت کے لوگ) اگلی امتوں کے طریقوں کی پیروی کروگے۔ بالشت برابر بالشت اور برابر ذراع (یعنی بالکل اُن کے قدم بہ قدم چلوگے) یہاں تک کہ اگر وہ گھسے ہوں گے گوہ کے بل میں تو اس میں بھی تم اُن کی پیروی کروگے۔ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا یہود ونصاریٰ مراد ہیں؟ آپ نے فرمایا: تو اور کون؟“

(صحیح بخاری وصحیح مسلم)

الآثار

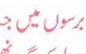

”ملک کے نت بدلتے ہوئے سیاسی حالات سے مصالحت کرنا، فکری نسبتوں کو بدلتے رہنا، اعتقادی تقاضوں کو بھول جانا اور وقتی تقاضوں کے سامنے گھٹنے ٹیک دینا پالیسی یا حکمتِ عملی نہیں، منافقت ہے۔ جس کو مغرب زدہ کور باطن اور بے بصر لوگوں نے سائنٹیفک سیاست کا نام دے رکھا ہے اور چالیس برس سے جسے کالے انگریز نے اپنی باطنی ظلمتوں کو ظاہری چمک دمک کی آستین میں چھپا رکھا ہے۔ ان چالیس برسوں میں جب بھی دین کے جسدِ اطہر پر زخم آئے اِنھی منافقوں کے خنجرِ نفاق سے آئے۔ جب بھی دینی اقدار کو پامال کیا گیا اِنھی مصلحت پسندوں کی پالیسیوں اور یورپ کے کفار ومشرکین کی پیروی میں ڈوبے ہوئے بے حمیتوں کے ہاتھوں پامال کیا گیا۔ جب بھی دین کے مسلمات کو متنازعہ بنایا گیا اِنھی مغرب زدہ بہروپیوں کی ابلیسی حکمتِ عملی سے متنازعہ بنایا گیا کہ جن کی ”دیمنز“ سیئات وفاحشات ہی نہیں منکرات وخبیثات بھی ہیں اور جو خود اخس وارزل ہیں۔ جن کی دنائت وخساست کے سامنے ابوجہل کا رویہ اور ابولہب کی مکاری بھی سرنگوں ہے۔“

(ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ۔ مئی ۱۹۸۸ء)

ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

بیاد: سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جلد 27 شمارہ 4 جمادی الثانی / رجب المرجب 1437ھ اپریل 2016ء

Regd.M.NO.32

تشکیل

دل کی بات:	''راگ'' بلاول	سید محمد کفیل بخاری	2
شذرات:	مجلس احرار اسلام پاکستان کی مجلس عاملہ کا اجلاس اور قراردادیں	عبداللطیف خالد چیمہ	3
	احرار کی جملہ ماتحت شاخیں متوجہ ہوں:		
	استحکام پاکستان و دینی مدارس کانفرنس		
یادِ رفتگاں:	استاذ العلماء مولانا عبیداللہ اشرفی رحمہ اللہ کی رحلت	سید محمد کفیل بخاری	6
افکار:	''بدعہدی کر کے نبی ﷺ کا دل نہ دکھائیں''	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	7
//	تیری وضاحت میں صداقت نہیں لگتی	منصور اصغر راجہ	9
دین و دانش:	تحفظ خواتین بل کا شرعی اور معاشرتی جائزہ	مولانا زاہد احمد صدیقی	13
//	امام امت ...... سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	شاہ بلیغ الدین رحمہ اللہ	23
//	''مرحبا'' اے نبی کے دیوانو!	ابوطلحہ عثمان	25
//	اسلام اور طہارت	مفتی ابوالخیر عارف محمود	28
ادب:	نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ / پروفیسر خالد شبیر احمد	33
//	نعت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم	محمد سلمان قریشی	34
//	منقبت در مدح سیدنا ابوبکرِ صدیق رضی اللہ عنہ	محمد سلمان قریشی	35
خطاب:	وحدت امت (دوسری قسط)	مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ	36
نقد و نظر:	غامدی صاحب کا جوابی بیانیہ	شکیل عثمانی	48
	دستور پاکستان اور قادیانیت (دوسری اور آخری قسط)		
روداد:	ملتان اور چیچہ وطنی کا سفر	پروفیسر خالد شبیر احمد	57
تراجم:	مسافران آخرت	ادارہ	60
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں	ادارہ	62

فیضانِ نظر

حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی

ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

مدیر مسئول

سید محمد کفیل بخاری

kafeel.bukhari@gmail.com

رفقاءِ فکر

عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد

مولانا محمد مغیرہ • محمد عمر فاروق

قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس

سید عطاء المنان بخاری

atabukhari@gmail.com

محمد نعمان سنجرانی

تزئین

محمد مزمل حمید

سرکولیشن منیجر

محمد یوسف شاد

0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک ---- 200/- روپے

بیرون ملک ---- 4000/- روپے

فی شمارہ ---- 20/- روپے

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت

بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 100-5278-1

بینک کوڈ 0278 یو بی ایل ایم ڈی اے چوک ملتان

رابطہ

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

☎061-4511961

www.ahrar.org.pk

www.alakhir.com

majlisahrar@hotmail.com

majlisahrar@yahoo.com

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: الشکیل پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan (Pakistan)

دل کی بات　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　سید محمد کفیل بخاری

''راگ'' بلاول

پیپلز پارٹی کے چیئر مین بلاول بھٹو زرداری نے ۲۴/ مارچ کو عمر کوٹ سندھ میں ہندوؤں کے تہوار ''ہولی'' کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

''بھارت میں مسلمان صدر بن سکتا ہے تو پاکستان میں ہندو کیوں نہیں، سندھ میں پیپلز پارٹی کی حکومت نے ''ہولی'' پر عام تعطیل کا اعلان کیا ہے، وفاقی حکومت بھی اقلیتوں کے تہواروں پر عام تعطیل کا اعلان کرے۔'' (روز نامہ جنگ، ۲۵/ مارچ ۲۰۱۶ء)

''بلاول'' رات کے ایک گانے کی راگنی کو کہتے ہیں۔ موصوف کا یہ بیان بھی رات کی راگنی کے زمرے میں ہی شمار ہوتا ہے۔ بلاول، یہ راگ الاپتے ہوئے بھول گئے کہ وہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے شہری ہیں اور اُن کے نانا ذوالفقار علی بھٹو نے ۱۹۷۳ء میں پاکستان کو ایک متفقہ آئین دیا۔ جسے اس وقت کی پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں نے متفقہ طور پر منظور کیا۔ آئین میں طے ہے کہ:

''ریاست کا سرکاری مذہب اسلام ہے، اقتدارِ اعلیٰ کا مالک اللہ تعالیٰ ہے، قرآن وسنت سپریم لا ہے، ملک کا صدر اور وزیر اعظم مسلمان ہوگا، پاکستان میں خلافِ اسلام کوئی قانون نہیں بن سکتا، ''اسلامی نظریاتی کونسل'' ایک آئینی ادارہ ہے جس کی ذمہ داری ہے کہ وہ غیر اسلامی قوانین کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے لیے تجاویز دے اور پارلیمنٹ اُن تجاویز کی روشنی میں ملک کے آئین کو اسلام کے سانچے میں ڈھالے۔''

بھٹو مرحوم نے پارلیمنٹ کے مشترکہ ومتفقہ فیصلے کے ذریعے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور آئین میں تاریخ ساز ترمیم کی۔ اولاد نیک، سعادت منداور قابل ہو تو اپنے بڑوں کے کارناموں کی حفاظت کرتی ہے، اُن کی عزت کا ذریعہ بنتی ہے اور اُن کارناموں کو اپنی شناخت بناتی ہے لیکن اگر نافرمان، نالائق اور جاہل ہو تو بڑوں کے زریں کارناموں پر پانی پھیر دیتی ہے اور اُن کی رسوائی کا سبب بنتی ہے۔ شاید بلاول دوسری راہ پر چل نکلے ہیں یا چلائے جارہے ہیں۔ اُنھیں یاد رکھنا چاہیے کہ بھارت ایک سیکولر ریاست ہے اور پاکستان اسلامی ریاست ہے، جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ پاکستان میں اقلیتوں کے مذہبی وسماجی حقوق کا تحفظ تو ریاست کی ذمہ داری ہے لیکن اُن کے مذہبی عقائد ورسومات کو مسلم اکثریت پر مسلط کرنا آئین اور انسانی حقوق کے خلاف ہے۔ سیکولر ہندوستان میں کسی مسلمان کا صدر بننا وہاں کے آئین کے مطابق ہے۔ ہم اپنے آئین کے پابند اور پاسدار ہیں ہندوستان کے نہیں۔ کیا پیپلز پارٹی کے آئین میں کسی غیر مسلم کو پارٹی چیئر مین بنانے کی گنجائش ہے؟ پیپلز پارٹی کے بعض رہنماؤں نے اسے بلاول کے ذاتی خیالات سے تعبیر کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ پارٹی کی پالیسی نہیں۔

بلاول اپنی بولی نہیں بلکہ عالمی استعمار کا راگ الاپ رہے ہیں۔ یہی راگ وزیر اعظم نواز شریف گا رہے ہیں۔ یہ پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کو مٹانے، نظریاتی بنیادوں کو ڈھانے اور ملک کی اسلامی شناخت ختم کرنے کی استعماری سازش ہے۔ یہ بانی پاکستان محمد علی جناح اور مصوّرِ پاکستان علامہ اقبال کے ویژن کے خلاف ہے، پاکستان کے محبّ وطن عوام ملک کے اسلامی تشخص کو بہر صورت بچائیں گے اور اس کی حفاظت کریں گے۔ ایک پاکستان جناب محمد علی جناح نے بنایا تھا، پھر بلاول کے نانا نے مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش میں تبدیل کر کے دوسرا پاکستان بنایا، پرویز مشرف نے اس میں بھنگ ڈالی اور تیسرا پاکستان بنایا۔ عمران خان چوتھا پاکستان بنانے پر تُلے بیٹھے ہیں، نواز شریف پانچواں لبرل اور ترقی پسند پاکستان بنانے کے لیے پرعزم ہیں اور اب بلاول بھٹو اپنی بالی عمریا میں چھٹا پاکستان بنانے نکلے ہیں۔ حکمران اور سیاست دان، ملک اور عوام کے حال پر رحم کریں اور جناح واقبال کے پاکستان کو ہی باقی رکھیں، اسے مضبوط و مستحکم کریں اور وطن عزیز کو مزید تجربات کی بھٹی میں نہ ڈالیں۔ ملک اور عوام ہرگز اس کے متحمل نہیں۔

عبداللطیف خالد چیمہ

مجلس احرار اسلام پاکستان کی مجلس عاملہ کا اجلاس اور قراردادیں

مجلس احرار اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ کا ایک اجلاس 20 مارچ 2016ء اتوار کو 10 بجے صبح دار بنی ہاشم ملتان میں امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری کی زیرِ صدارت منعقد ہوا، اجلاس میں راقم الحروف نے مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل کے طور پر ملک کی عمومی سیاسی صورتحال کا جائزہ پیش کیا اور ماضی قریب میں پیش آمدہ صورتحال کے حوالے سے ضروری آگاہی دی، اجلاس کا ایجنڈا حسب ذیل تھا، ☆ دینی مدارس اور دینی جماعتوں کے خلاف ملکی اور عالمی مہم ☆ ملک کا موجودہ سیاسی منظر اور دینی جماعتوں کا کردار ☆ دستور پاکستان کے خلاف ہونے والے بعض اقدامات ☆ تحریک انسداد سود ☆ تحفظ حقوق نسواں بل ☆ غازی ممتاز حسین قادری کی شہادت اور متوقع دینی اتحاد ☆ جماعت کی آئندہ پانچ سال کے لیے جدید رکنیت و معاونت سازی اور نئے انتخابات ☆ دیگر امور با اجازت صدر، اجلاس میں پروفیسر خالد شبیر احمد، سید محمد کفیل بخاری، قاری محمد یوسف احرار، مولانا محمد مغیرہ، میاں محمد اویس، صوفی نذیر احمد، ڈاکٹر محمد ظہیر حیدری، جناب خاور حسین بٹ، مولانا تنویر الحسن، مولانا کریم اللہ، سید عطاء المنان بخاری، مولانا منظور احمد، یاسر عبدالقیوم، حافظ محمد اسماعیل، قاری محمد اصغر عثمانی، حافظ ضیاء اللہ ھاشمی، مولانا محمد اکمل، مولانا فیصل متین سرگانہ، محمد معاویہ رضوان، حافظ محمد صفوان یوسف اور دیگر اراکین و مندوبین اور مبصرین نے شرکت کی۔ ایجنڈے کی روشنی میں سیر حاصل گفتگو اور طویل مشاورت کے بعد قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملک کی اسلامی شناخت عالمی استعمار کی زد میں ہے اور ہمارے حکمران استعماری ایجنڈے کے ایجنٹ بنے ہوئے ہیں، انہوں نے کہا کہ مجلس احرار اسلام اپنے یوم تاسیس (29 دسمبر 1929ء) سے اس قرآنی اصول پر عمل پیرا ہے کہ ''نیکی کے ہر کام میں تعاون اور برائی کے ہر کام میں مزاحمت کریں گے۔'' پروفیسر خالد شبیر احمد نے کہا کہ ملک کو انصاف، سکون مہیا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ قرارداد مقاصد کی روشنی میں آئین کی بالادستی اور قانون کی عمل داری کو یقینی بنایا جائے اور ماورائے قانون و عدالت اقدامات بند کیے جائیں۔ سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ تحریک ختم نبوت کی جماعتوں اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے کام کرنے والی شخصیات کو ہراساں کرنے کے عمل میں قادیانی اور قادیانی نواز لابیاں متحرک ہیں، عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ مسلمانوں کے ایمان کی بنیاد ہے اور یہی نظریہ اسلام اور نظریہ پاکستان ہے۔ مولانا محمد مغیرہ نے اجلاس کو بتایا کہ چناب نگر اور اس کے اردگرد تحفظ ختم نبوت کا کام دھیرے دھیرے اور منظم ہو رہا ہے، انہوں نے بتایا کہ قادیانی چناب نگر میں بیٹھ کر اسلام اور وطن کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں امتناع قادیانیت ایکٹ پر عمل درآمد نہیں ہو رہا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کا ایک بڑا بک ڈپو بند کر دیا گیا ہے اور قادیانی ملزمان جیل میں ہیں لیکن اس کے باوجود قادیانیوں کی خلاف اسلام اور خلاف آئین سرگرمیاں جاری ہیں۔ اگر نیک نیتی کے ساتھ قانون کی بالادستی قائم کی جائے تو چناب نگر میں وطن عزیز کے خلاف دہشت گردی کی جو منصوبہ بندی ہوتی ہے وہ قابو کی جا سکتی ہے۔ میاں محمد اویس نے کہا کہ ہمیں قومی، ملکی اور بین الاقوامی حالات سے ہرگز لاتعلق نہیں رہنا چاہیے

اور اکابر احرار کے طریقے کے مطابق ہمیں ملکی معاملات میں اپنی رائے بھی دینی چاہیے اور اپنا کردار بھی ادا کرنا چاہیے۔
اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ جماعت کی جدید رکنیت ومعاونت سازی یکم اپریل تا30 جولائی جاری رہے گی۔ اور 6/اگست کو نئی مجلس شوریٰ کا اجلاس لاہور میں ہوگا، جس میں مرکزی انتخابات بھی ہوں گے جبکہ 6-5/نومبر کو لاہور میں ''کل پاکستان احرار ورکرز کنونشن'' منعقد ہوگا۔ اجلاس میں شعبۂ تبلیغ تحفظ ختم نبوت کو منظم کرنے کے لیے مولانا محمد مغیرہ کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس میں حافظ ضیاء اللہ ہاشمی اور مولانا تنویر الحسن نقوی شامل ہیں۔ جبکہ مجلس احرار اسلام اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے زیر انتظام دینی مدارس کے نظام کو منظم کرنے کے لیے سید عطاء المنان بخاری کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس میں مولانا محمد اکمل اور مفتی صبیح الحسن شامل ہیں جبکہ مولانا محمد دین شوق اور مولانا فیصل متین پر دورکنی کمیٹی جماعت کے ماتحت مدارس ومساجد اور اداروں کے مالیاتی نظام کا آڈٹ کیا کرے گی۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ تحریک تحفظ ختم نبوت کو ملکی وبین الاقوامی سطح پر منظم کیا جائے گا اور اسلامی نظام کے نفاذ کی پرامن جدوجہد اور آئین ودستور کی بالادستی کے لیے اپنی جدوجہد ہر حال میں آگے بڑھائی جائے گی۔ اجلاس میں اس امر پر شدید احتجاج کیا گیا کہ سابق صدر پرویز مشرف کو بڑے آرام سے ملک سے باہر جانے کی اجازت دے دی گئی ہے، ایسا کرنا نہ صرف آئین کے آرٹیکل 6 کی خلاف ورزی ہے بلکہ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ قانون صرف کمزور اور ناتواں کے لیے ہوتا ہے۔ مزید کہا گیا کہ جب تک ہم ''اِستثنا'' کی پالیسی ترک نہیں کرتے قانون کی عمل داری کی باتیں محض مذاق بن رہی ہیں۔ اجلاس کی قراردادوں میں مطالبہ کیا گیا کہ شہید ممتاز قادری کے کیس کوری اوپن کیا جائے اور آسیہ مسیح سمیت توہین رسالت کے مرتکبین کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے، ایک قرارداد میں حقوق نسواں بل اور شہید ممتاز قادری کے حوالے سے علماء کرام کی مشترکہ جدوجہد کی پرزور تائید وحمایت کا اعلان کیا گیا، ایک قرارداد میں اسلام آباد کے سکولز میں آنجہانی ڈاکٹر عبدالسلام کی تصویریں آویزاں کرنے کی شدید الفاظ میں مذمت کی گئی اور کہا گیا کہ یہ عمل آئین پاکستان سے متصادم ہے کیوں کہ آئین کی رو سے لاہوری وقادیانی مرزائی دائرہ اسلام سے خارج ہیں، ایک اور قرارداد میں دہشت گردی کو دینی مدارس سے جوڑنے کو بڑا ظلم اور تعلیم دشمنی قرار دیا گیا اور کہا کہ دہشت گرد، دہشت گرد ہی ہوتا ہے، چاہے وہ یونیورسٹی کا طالب علم ہو یا دینی مدرسے کا۔ ایک اور قرارداد میں 3/اپریل کو وفاق المدارس العربیہ کے زیر اہتمام لاہور میں استحکام پاکستان اور استحکام دینیہ کانفرنس کو نیک شگون قرار دیا گیا، وفاق المدارس العربیہ کی جدوجہد کی حمایت کا اعلان کیا گیا اور کہا گیا کہ اس کانفرنس سے مدارس دینیہ اور دینی جماعتوں کو کام کرنے کا حوصلہ ملے گا۔
اجلاس کی ایک قرارداد میں مطالبہ کیا گیا کہ وطن عزیز کی اسلامی شناخت اور سلامتی کے خلاف بیرونی دباؤ اور امریکی فیصلے حکومت مسترد کرنے کا واضح اعلان کرے۔ ایک اور قرارداد میں مطالبہ کیا گیا کہ سود ختم کیا جائے اور تحفظ حقوق نسواں بل واپس لیا جائے۔ ایک قرارداد میں کہا گیا ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو عملی جامہ پہنایا جائے اور مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔ ایک قرارداد میں مطالبہ کیا گیا کہ امتناع قادیانیت ایکٹ پر مکمل عمل درآمد کرایا جائے اور قادیانی جماعت کو خلافِ قانون قرار دیا جائے۔ اجلاس کی آخری قرارداد میں ضلع خوشاب کے چک نمبر 2 ٹی ڈی اے میں وہ ''مسجد یمامہ''، جس پر 42 سال پہلے قادیانیوں نے ناجائز قبضہ کرلیا تھا، عدالت کے ذریعے واگزار ہونے پر، عدالت، ڈی سی او خوشاب کا شکریہ

ادا کیا گیا نیز مقدمہ کی پیروی کرنے والے معمر کارکن اور بریلوی مکتبہ فکر کے رہنما سید اطہر حسین شاہ گولڑوی کی جہد مسلسل اور ان کے معاونین اور وکلاء کی خدمات کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا گیا۔

احرار کی جملہ ماتحت شاخیں متوجہ ہوں:

مجلس احرار اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ ملتان 20/ مارچ 2016ء کے فیصلے کے مطابق آئندہ پانچ سال کے لیے جماعت کی جدید رُکنیت و معاونت سازی اور مقامی و علاقائی جماعتوں کی تنظیم سازی معہ مقامی و علاقائی انتخابات کے لیے یکم اپریل تا 30/ جولائی 2016ء کا عرصہ مقرر کیا گیا ہے، اس دوران تمام شاخوں اور ان کے ذمہ داران کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اس عرصہ کے دوران رکنیت و معاونت سازی اور دستور کے مطابق اپنے اپنے انتخابات مکمل کر کے اس کی مصدقہ نقل مرکزی دفتر ملتان روانہ کریں۔ رکنیت و معاونت سازی کے فارم حسب ضرورت مرکز ملتان سے طلب کریں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ 6/ اگست 2016ء کو نئی تشکیل پانے والی مجلس شوریٰ کا اجلاس لاہور میں ہوگا، جبکہ 5-6/ نومبر 2016ء کو ''کل پاکستان احرار ورکرز کنونشن'' بھی لاہور میں ہوگا۔ جملہ ماتحت شاخیں اِن سطور کو سرکلر تصور کرتے ہوئے مذکورہ ہدایات پر مکمل توجہ مرکوز کر لیں کوئی دشواری پیش آئے تو مولانا محمد مغیرہ ناظم انتخابات اور ان کے معاونین سے رابطہ کریں تاکید کی جاتی ہے کہ غفلت نہ برتیں۔ وماعلینا الا البلاغ!

استحکام پاکستان و دینی مدارس کانفرنس

وفاق المدارس العربیہ پاکستان دنیا میں مدارس دینیہ کا سب بڑا تعلیمی بورڈ ہے اور دیوبند سکول آف تھاٹ (School of Thought) سے تعلق رکھنے والی دینی جماعتیں بھی اِس وفاق کی پُشت پر کھڑی ہیں۔ دینی مدارس کو دہشت گردی سے جوڑنے کی عالمی اتحاد کی خطرناک پالیسی نے جو مُضر اثرات معاشرے پر مرتب کیے ہیں، دینی مدارس اور دینی جماعتیں اُس سے ہرگز لاتعلق نہیں رہ سکتیں۔ اِس صورتحال کے پیشِ نظر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی قیادت نے 3/ اپریل 2016ء اتوار کو گلشن اقبال پارک، علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں جس ''کُل پاکستان استحکام پاکستان و دینی مدارس کانفرنس'' کا اعلان کیا ہے، مجلس احرار اسلام اس کی مکمل تائید و حمایت کا اعلان کرنا اپنا فرض اور ذمہ داری سمجھتی ہے۔ ''وفاق المدارس الاحرار'' کے نظم میں جتنے بھی مدارس و مساجد اور مکتب کام کر رہے ہیں، سب کو قبل ازیں بھی اطلاع کر دی گئی ہے اب اِن سطور کے ذریعے مزید تاکید کی جاتی ہے کہ وہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے زیر اہتمام 3/ اپریل 2016ء کو لاہور میں ہونے والے فقید المثال اجتماع میں اپنی شرکت بھی یقینی بنائیں اور کانفرنس اور وفاق کے تعلیمی مقاصد کو آگے بڑھانے کے لیے اپنے اپنے علاقے میں مسئولین وفاق کے ساتھ بھرپور تعاون جاری رکھیں۔ مجلس کا مرکزی وفد ان شاء اللہ تعالیٰ جناب سید محمد کفیل بخاری کی سربراہی میں اس کانفرنس میں شریک ہوگا، مجلس احرار اسلام سندھ کے امیر مولانا مفتی عطاء الرحمٰن قریشی اور دیگر حضرات بھی شرکت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ خیر و برکت کا معاملہ فرمائیں اور وفاق المدارس العربیہ کو شرور و فتن سے محفوظ رکھیں اور ترقی و کامیابی اور کامرانیاں اس کا مقدر بن جائیں، آمین، یارب العالمین!

☆......☆......☆

سید محمد کفیل بخاری

استاذ العلماء مولانا عبیداللہ اشرفی رحمہ اللہ کی رحلت

جامعہ اشرفیہ لاہور کے مہتمم، شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی عبیداللہ اشرفی یکم جمادی الثانی 1437ھ 11/ مارچ 2016ء بروز جمعہ لاہور میں انتقال فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

حضرت مولانا عبیداللہ رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم دیوبند کے فاضل ایک جید عالم دین، فقیہ ومحدث اور ہزاروں علماء کے استاد تھے۔ بانی جامعہ اشرفیہ حضرت مفتی محمد حسن نوراللہ مرقدہٗ کے بڑے فرزند تھے۔ انہوں نے علم اور تقویٰ کے ماحول میں آنکھ کھولی اور عمر عزیز علم اور تقویٰ میں تمام کردی۔ ان کی بسم اللہ حضرت حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کرائی اور درس نظامی کی تقریباً تمام کتابوں کا ابتدائی اور آخری سبق حضرت تھانوی ہی نے پڑھایا۔ انہوں نے حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث پڑھی۔ وہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے سلسلے کے پوری دنیا میں سب سے عالی سند کے حامل تھے۔ وہ آخری شخصیت تھے جنہوں نے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ اور محدث کبیر حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی زیارت کی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت کے نتیجے میں ساری زندگی حدیث پڑھاتے رہے۔ مولانا، پیکر علم وعمل اور سراپا عجز وانکسار تھے۔ ان کے عظیم والد ماجد حضرت مفتی محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ، حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے خلیفہ اور حضرت انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے شاگرد تھے۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ نے حدیث شریف، حضرت مفتی محمد حسن رحمہ اللہ سے پڑھی۔ حضرت مولانا عبیداللہ ان کے استاد زادے تھے اسی نسبت سے دونوں خاندانوں میں محبت وخلوص کا مثالی تعلق قائم ودائم تھا، ہے اور رہے گا۔ ان شاءاللہ

مولانا عبیداللہ نہایت اعلیٰ ادبی ذوق رکھتے تھے۔ اردو، عربی، فارسی کے سیکڑوں اشعار نوکِ زبان تھے۔ ان کا معمول تھا کہ درس حدیث کے آخر میں طلباء کوروزانہ ایک اچھا شعر سناتے۔ درس حدیث کے آخری سبق میں طلباء کو یہ شعر سنایا:

اے دوست اس غریب سے اتنا خفا نہ ہو　　شاید کہ تو، پکارے اور یہ بے نوا نہ ہو

بستر علالت پر اپنے بیٹوں کو جو نصیحت فرمائی وہ ان کی پوری زندگی کا حاصل ہے۔ فرمایا:

''بیٹا! سب اچھے ہیں، بڑوں کی عزت کرنی ہے، چھوٹوں سے پیار کرنا ہے اور دونوں سے خیر خواہی کرنی ہے۔ ان شاءاللہ پھر سب خیر ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ، دولت اور عزت دے تو اسے سنبھال کے رکھو۔ دولت اچھے کاموں پر خرچ کرو، اللہ تعالیٰ کو اسراف پسند نہیں۔ بال بچوں کی خدمت کرو تو یہ بہت بڑی عبادت ہے۔ اگر دنیا میں کسی کو باقی رہنا ہوتا تو ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے اللہ کے پاس نہ جاتے۔ کل من علیہا فان۔ سب نے جانا ہے

جارہا ہے ہر کوئی سوئے فنا
آتی ہے ہر چیز سے بوئے فنا
سب کے سب ہیں رہروکوئے فنا''

بعد نماز جمعہ جامعہ اشرفیہ میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ ہزاروں علماء وطلباء اور زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے نمازِ جنازہ پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ اللّٰہم اغفرلہٗ وارحمہ وارفع درجاتہ

پروفیسر محمد حمزہ نعیم

''بدعہدی کر کے نبی ﷺ کا دل نہ دکھائیں''

الحذر اے دوستاں! سخت ہیں فطرت کی تعزیریں

مرزا قتیل دہلوی مشہور شاعر گزرا ہے۔ خلافِ سنتِ نبوی ایک عمل پر کسی نے اس سے کہا: ''بلے دل رسول اللہ می خراشی'' ارے تو رسول اللہ کے دل کو دکھ پہنچا رہا ہے۔ مرزا قتیل کو انتباہ ہوا فوراً تائب ہوا اور اللہ کی رحمتوں سے مرحوم و مغفور ہوا۔ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبین سید الرسل ہیں اب قیامت تک ان کا دین، اور انھی کا حکم چلے گا۔ ان کی فرمانبردار پر اللہ کی رحمتیں برکتیں ہر طرف اڑتی نظر آئیں گی اور ان کی نافرمانی پر ہمہ وقت اللہ کی ناراضی اور غصہ کا زبردست خطرہ ہوگا۔ پوری دنیا کے سیکڑوں ملکوں میں صرف پاکستان ایسا ہے جس کی پیدائش سے پہلے ہم نے اللہ سے وعدے وعید کیے، نعرے لگائے کہ یہاں نظامِ اسلام نافذ کریں گے'' لا الٰہ الا اللّٰہ کا عقیدہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل اور قانون ہوگا۔ زائد از ارسٹھ سال ہو چکے ہیں۔ عوام اور حکمران دونوں اپنے عہد سے گریزپا ہیں۔ حکمران براہِ راست اور عوام انھیں ووٹ دے اپنے حکمران بنانے کی وجہ سے اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مجرم ہیں۔ اہل کفر ہر طرح کی عیاشی، مال و دولت اور قوت و طاقت میں زیادہ ہوں اور انھیں کوئی سزا نہ ملے، اللہ تعالیٰ نے انھیں یہاں نہیں پوچھنا، انھوں نے کلمہ لَا الٰہ الا اللّٰہ مُحَمَّد رَّسُول اللّٰہ نہیں پڑھا، اب ان سے حساب مرنے کے بعد حشر کے دن ہوگا۔ مگر اہل پاکستان نے کلمہ پڑھا ہے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ہر طرح کا رہبر و رہنما مانا ہے اور یہ کہا ہے کہ ''اسلام'' کامل و اکمل دین ہے۔ تو پھر عملاً اس کے خلاف کرنے پر دنیا میں بھی ان سے حساب ہوگا، جواب طلبی ہوگی، سزا ملے گی اور پوری سزا تو مرنے کے بعد ملے گی۔ جو لوگ پاکستانی نہیں ہیں وہ پاکستانی قانون و آئین کو نہ مانیں، زبانی و عملی اس کے خلاف کریں ان سے جواب طلبی کا کسی کو حق نہیں، نہ ان کو سزا دی جاسکتی ہے کیونکہ وہ پاکستانی نہیں۔ انھوں نے پاکستانی آئین و قانون پر عمل کا کوئی وعدہ نہیں کیا۔ مگر وہ لوگ جو پاکستانی ہیں، وہ پاکستانی آئین اور قانون کا سرعام انکار کریں، مذاق اڑائیں، اس کے خلاف عمل کریں، ان سے جواب طلبی ہوگی، ان کو سزا ہوگی، انھیں باغی اور غدار کہہ کر ہر بڑی سزا کا مستحق قرار دیا جائے گا۔ ہم اہل پاکستان کو اللہ بار بار توبہ اور رجوع کے مواقع دے رہا ہے۔ توبہ نہ کی تو اللہ ہمارے ساتھ کیا کریں گے؟ اب ایک خبر پڑھیے:

اسلام آباد: پورا ملک زلزلے کی فالٹ لائن پر آ گیا، مارگلہ اسلام آباد میں آرمی ہیڈ کوارٹرز اور کراچی کو سب سے زیادہ خطرہ ہے۔ (نجی TV بحوالہ قومی نیوز مورخہ 17 فروری 2016ء بوقت 12:41 بعد دوپہر) آپ نے خبر پڑھ لی ہم تمام عوام اور اہل اقتدار پر توبہ لازم، از حد لازم ہے۔ ایک دوسرے پر ظلم اور ایک دوسرے کی گردنیں مارنا بند کریں۔ خالص اسلامی نظامِ اس کے جملہ سلامتی و امن والے قوانین نافذ کریں اور بانیانِ پاکستان اور اپنے اسلام کے عہد کو پورا کریں۔ اب ہم ارباب

بست وکشاد اور تمام اہل سیاست وحکومت کی خدمت میں اس غرض سے کہ وہ اپنے اپنے حصے کی ذمہ داری نبھائیں اور اس کی فکر کریں۔ بانی پاکستان محمد علی جناح مرحوم کا ایک قول نقل کرنا چاہیں گے کہ ان کے فرمودات کی روشنی میں نشانِ منزل واضح ہو کر سامنے آجائے جس سے مسلسل گریز کیا جارہا ہے۔ بانی پاکستان نے پاکستان میں کیا چاہا تھا؟ اگر وہ زندہ رہتے تو کیا کرتے؟

''میں لندن میں امیرانہ زندگی بسر کررہا تھا۔ اب میں اسے چھوڑ کر انڈیا اس لیے آیا ہوں کہ یہاں ''لا الٰہ الا اللّٰہ کی مملکت کے قیام کے لیے کوشش کروں، مسلمانوں کے لیے ایک اسلامی سلطنت وجود میں آئے اور اس میں اسلامی قوانین کا بول بالا ہو کیونکہ انسانیت کی نجات اسلامی نظام ہی میں ہے۔ صرف اسلام کے علمی، عملی اور قانونی دائروں میں آپ کو عدل، مساوات، اخوت، محبت، سکون اور امن دستیاب ہوسکتا ہے۔ برطانیہ، امریکہ اور یورپ کے سارے بڑے بڑے سیاستدان مساوات کا راگ الاپتے ہیں، روس کا نعرہ بھی مساوات اور ہر مزدور اور کاشتکار کے لیے روٹی کپڑا اور مکان مہیا کرنا ہے مگر یورپ کے بڑے بڑے سیاستدان عیش وعشرت کی جو زندگی بسر کرتے ہیں وہ وہاں کے غریبوں کو نصیب نہیں محمد علی جناح کا لباس اتنا قیمتی نہیں جتنا لباس یورپ کے بڑے بڑے لوگ اور روس کے لیڈر زیب تن کرتے ہیں، نہ محمد علی جناح کی خوراک اتنی اعلیٰ ہے جتنی سوشلسٹ اور کمیونسٹ لیڈروں اور یورپ کے سرمایہ داروں کی ہے۔ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے سارا اختیار ہوتے ہوئے غریبانہ زندگی بسر کی لیکن رعایا کو خوش اور خوشحالی رکھا۔ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ انڈین کانگریس حکومت بنانے کی صورت میں برطانوی ٹھگوں کو تو یہاں سے نکال دے گی پھر خود ٹھگ بن جائے گی۔ یہ لوگ صرف مسلمانوں کی آزادی ختم نہیں کریں گے بلکہ اپنے لوگوں (اچھوتوں) کی آزادی بھی ختم کردیں گے۔ اس لیے ہم سب کو پاکستان کے قیام کے لیے بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔ ذرا خیال فرمائیے کہ اگر لَا اِلٰـہ اِلَّا اللّٰہ پر مبنی حکومت قائم ہوجائے تو افغانستان، ایران، ترکی، اردن، بحرین، کویت، حجاز، عراق، فلسطین، شام، تیونس، مراکش، الجزائر اور مصر کے ساتھ مل کر یہ کتنا عظیم الشان اسلامی بلاک بن سکتا ہے۔ اقبال کی طرح میرا بھی یہ عقیدہ ہے کہ کوئی سوشلسٹ یا کمیونسٹ مسلمان نہیں ہوسکتا خواہ وہ پیر مولانا ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ سوشلزم اور کمیونزم کے سارے بانی یہودی تھے۔ آپ کو سمجھ لینا ہے کہ سوشلزم اور کمیونزم مسلمانوں کے لیے ایسا زہر ہے جس کا تریاق نہیں۔ آپ کبھی نہ بھولیں کہ یہودی، انگریز، سوشلسٹ، کمیونسٹ اور ہندو سب مسلمانوں کو مٹانے کے درپے ہیں۔ پاکستان بن جانے کے بعد یہ پاکستان کو مٹانے کی کوشش کریں گے۔ آپ کو اس وقت بھی ہوشیار رہنا ہوگا۔

[روزنامہ ''ندائے ملت'' لاہور، 15 اپریل 1970ء]

آخر میں ہم تمام اہل حکومت سیاست اور ارباب بست وکشاد سے دست بستہ عرض کریں گے کہ پاکستان کو سیکولر یا لبرل وغیرہ بنانے کی کوشش مت فرمائیں۔ جس مقصد کے لیے یہ خطہ حاصل کیا گیا تھا اس مقصد کو بروئے کار لائیں اور یاد رکھیں یہ وطن، یہ ملک میرے اللہ اور میرے نبی کی امانت ہے۔ امانت میں خیانت نہ کرو گے تو آسمانی برکتیں نصیب ہوں گی اور بصورت دیگر یہ وطن عزیز امریکہ اسرئیل اور انڈیا کے نرغے میں ہے۔ صرف اللہ کی طرف رجوع کا وقت ہے۔ وہی سب سپریم طاقتوں سے سپریم تر طاقت ہے۔ وہ راضی ہوگیا تو پھر پوری دنیا کی تمام کفر یہ طاقتیں وطن عزیز کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گی۔

منصور اصغر راجہ

تیری وضاحت میں صداقت نہیں لگتی

پنجاب میں سر فضل حسین کی یونینسٹ پارٹی 1920ء سے برسرِ اقتدار چلی آ رہی تھی۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب مسلم لیگ ابھی ''پھرتے ہیں میر خوار کوئی پوچھتا نہیں'' کے دور سے گزر رہی تھی۔ پنجاب کے زمیندار طبقے کی نمائندہ یونینسٹ پارٹی اتنی مضبوط تھی کہ اس نے 1937ء کے الیکشن میں صوبے میں 175 کے ایوان میں 88 نشستیں حاصل کیں جبکہ مسلم لیگ کے حصے میں صرف دو نشستیں آئی تھیں۔ مسلم لیگ پنجاب میں قدم جمانے کے لئے ہاتھ پیر مار رہی تھی۔ اسی سلسلے میں الیکشن سے پہلے اپریل 1936ء میں قائداعظم لاہور تشریف لائے تو انہوں نے سر فضل حسین سے بھی ملاقات کی لیکن یہ ملاقات نتیجہ خیز ثابت نہ ہوئی۔ سر فضل حسین سے مایوس ہو کر قائداعظم مجلس احرار کی طرف آئے۔ اُس دور میں مجلس احرار پنجاب کے دین سے لگاؤ رکھنے والے متوسط اور نچلے درجے کے مسلمانوں کی سب سے بڑی نمائندہ جماعت تھی۔ قائد اعظم نے مجلس احرار کے مرکزی رہنما چوہدری افضل حق سے ملاقات کی جو خاصی کامیاب رہی۔ مسلم لیگ اور احرار کا انتخابی اتحاد پر اتفاق ہو گیا اور دونوں جماعتوں کا مشترکہ پارلیمانی بورڈ بھی تشکیل دے دیا گیا۔ خیر سگالی کے طور پر مجلس احرار نے باغ بیرون دہلی دروازے میں ایک جلسہ عام کا اہتمام بھی کیا جس سے قائداعظم نے خطاب فرمایا۔ قائداعظم اس کامیابی پر بے حد مسرور تھے کیونکہ وہ سر فضل حسین کے اثر ورسوخ والے پنجاب میں ایسی کھلی سیاسی سرگرمی کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن قائداعظم کی یہ خوشی عارضی ثابت ہوئی کیونکہ ان کے پنجاب سے رخصت ہوتے ہی پیچھے رہ جانے والی لیگی قیادت نے اپنی اصلیت دکھانے میں دیر نہ لگائی۔ دراصل مسلم لیگ میں سوسائٹی کی ایلیٹ کلاس بیٹھی ہوئی تھی جن میں اکثریت ایسے لوگوں کی تھی جو راوی کے مطابق اپنی پارٹی سے زیادہ اپنے اپنے ضلع کے انگریز ڈپٹی کمشنر کے وفادار تھے۔ دوسری طرف احرار میں مولوی اور غریب لوگ تھے۔ مسلم لیگی بھلا درویش صفت احراریوں کو اپنے ساتھ بٹھانا کیسے گوارا کر سکتے تھے۔ لہٰذا ان سے جان چھڑانے کے لئے ایک واردات کی گئی۔ مسلم لیگ نے الیکشن کے لئے ٹکٹ کی درخواست کے ساتھ ساڑھے سات سو روپے چندے کی شرط بھی لگا دی۔ اُس زمانے میں ساڑھے سات سو روپے بہت بڑی رقم تھی۔ احراری اتنا بھاری بھرکم چندہ دینے کے متحمل نہیں ہو سکتے تھے لہٰذا وہ خاموشی سے پیچھے ہٹ گئے۔ دونوں جماعتوں کا انتخابی اتحاد ہوا میں اُڑ گیا۔ مشترکہ پارلیمانی بورڈ تحلیل ہو گیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ جس دن احرار سے انتخابی اتحاد ختم ہوا، اگلے ہی روز مسلم لیگ نے ٹکٹ کے لئے چندے کی رقم ساڑھے سات سو روپے سے کم کر کے پچاس روپے کر دی۔ گویا ساڑھے سات سو روپے چندے کی شرط صرف احرار کو بھگانے کے لئے عائد کی گئی۔ کیا یہ تاریخی واقعہ مسلم لیگ کے مزاج کو سمجھنے کے لئے کافی نہیں ہے؟

خان عبدالغفار خان اپنی خودنوشت میں 1946ء کے الیکشن کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ یہ متحدہ ہندوستان کا آخری الیکشن تھا۔ مسلم لیگ نے اس الیکشن کو یہ رخ دیا کہ...... تم پاکستان چاہتے ہو یا ہندوستان، ہندو کے غلام ہو یا

مسلمانوں کے، کفر کا ساتھ دو گے یا اسلام کا، مندر کو ووٹ دو گے یا مسجد کو؟

بانئ پاکستان نے جس پاکستان کے قیام کے لئے جدو جہد کی، وہ ایک اسلامی پاکستان تھا۔ اگر چہ ہمارے سیکولر دوست قائداعظم کی 11 اگست 1947ء کی ایک تقریر کے حوالے دیتے نہیں تھکتے اور یوں باور کراتے ہیں کہ جیسے قائد نے زندگی میں صرف یہی ایک تقریر کی۔ اس کے علاوہ وہ کبھی کسی موضوع پر بولے اور نہ خطاب کیا۔ حالانکہ ایک تحقیق کے مطابق صرف 1940ء سے 1947ء کے درمیانی عرصے میں بانئ پاکستان نے ایسی 90 اہم ترین تقاریر کیں جن میں انہوں نے مسلمانوں کو یہ یقین دلایا کہ جو پاکستان وجود میں آرہا ہے، وہ اسلامی ہوگا۔ ایک موقع پر فرمایا کہ: ''پاکستان کا مطلب محض آزادی اور استقلال نہیں۔ اس کا مطلب مسلم نظریہ ہے جسے ہم نے بچانا ہے۔ جو ہم تک ایک بیش قیمت ہدیے اور خزانے کے طور پر منتقل ہوا اور جس کے متعلق ہمیں امید ہے کہ دوسرے بھی ہمارے ساتھ اس سے مستفید ہوں گے''۔ ایک اور موقع پر فرمایا: ''مسلم لیگ پاکستان کا مطالبہ اس لیے کر رہی ہے تاکہ مسلم عوام وہاں اسلامی قوانین کے تحت حکمرانی کریں''۔ ایک اور موقع پر دستور ساز اسمبلی کی نوعیت واضح کرتے ہوئے فرمایا: ''مجلس دستور یہ...... مسلمانوں کے لیے ایسی قانون سازی کر سکے گی جو شرعی قوانین سے متصادم نہیں ہوگی۔ مسلمان اب مزید مجبور نہیں ہوں گے کہ غیر اسلامی قوانین کا اتباع کریں''۔ قیام پاکستان کے بعد جب مسلم لیگ کے ''کھوٹے سکے'' پر پُرزے نکالنے لگے تو بابائے قوم نے اس سلسلے میں 25 جنوری 1948ء کو کراچی بار ایسوسی ایشن سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: کہ وہ ایسے لوگوں کو سمجھ نہیں پائے جو جان بوجھ کر فتنے کھڑے کرتے ہیں اور پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ پاکستان کا دستور شرعی بنیادوں پر تشکیل نہیں دیا جائے گا۔ اسلامی اصول حیات آج بھی ویسے ہی قابل عمل ہیں جیسے 1300 برس پہلے تھے۔

(سیکولرزم: مباحث ومغالطے از طارق جان)

لیکن ایک تلخ تاریخی حقیقت یہ بھی ہے کہ قیام پاکستان کے فوراً بعد سر ظفر اللہ خان قادیانی کو وزیر خارجہ مقرر کر دیا گیا۔ دراصل بابائے قوم حسین شہید سہروردی کو وزارتِ خارجہ کا قلمدان سونپنا چاہتے تھے لیکن سہروردی صاحب اس لیے ناراض ہوگئے کہ بنگال کی وزارتِ اعلیٰ خواجہ ناظم الدین کے حوالے کیوں کی گئی۔ لہٰذا انہوں نے ہندو مسلم فسادات کے متاثرہ مہاجرین کی دیکھ بھال کا بہانہ بنا کر وزارتِ خارجہ کا قلمدان سنبھالنے سے معذرت کر لی، بعد ازاں یہ عہدہ ظفر اللہ خان کو تفویض کر دیا گیا۔ 1948ء میں جب مسئلہ کشمیر سلامتی کونسل میں پہنچا اور سر ظفر اللہ نے وہاں محض اپنی آتش بیانی اور طلاقت لسانی کے بل بوتے پر سلامتی کونسل کو متاثر کرنے کی کوشش کی جس میں وہ کامیاب نہ ہو سکے تو ان کے بارے میں معروف سیاستدان میاں افتخار الدین نے 5 را کتوبر 1950ء کو دستور ساز اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ: ''ظفر اللہ تیس یا چالیس سالہ تجربے کا مالک اور ایک قابل وکیل تو ہو سکتا ہے، برطانوی راج پر کامل یقین رکھنے والا ہو سکتا ہے اور شاہ سے زیادہ شاہ کا وفادار ہو سکتا ہے جس نے ان تیس برسوں کے دوران ایک لمحے کے لیے بھی یہ نہیں سوچا کہ وہ آئے اور ملک کی آزادی کا سوال پیش کرے۔ اس نے ساری زندگی برطانوی حکومت کی خدمت کی ہے اگر اسے رقم مل جائے تو یہ

بھوپال، بہاولپور یا حکومتِ ہند کی خاطر بول سکتا ہے۔اس شخص کو ہم نے اپنے مفادات کے لیے بھجوایا کہ یہ بہترین وکیل ہے۔اس وکیل نے باؤنڈری کمیشن میں سرحدی مسئلے پر ہماری وکالت کی اور ہم سب جانتے ہیں کہ ریڈ کلف نے ہمیں کیا دیا۔ یہ شخص کشمیری عوام کے جذبۂ آزادی کو بھی نہیں سمجھ سکتا، یہ ان کے لئے نہیں لڑ سکتا۔ یہ شخص بال کی کھال تو اتار سکتا ہے لیکن کوئی حکمتِ عملی دینے سے قاصر ہے۔ یہ شخص لازمی طور پر برطانوی مفادات کا نگہبان ہے۔اس کا مقصد ہے کہ معاملات کو طوالت دی جائے تا کہ پاکستان اور ہندوستان مدد کے لئے امریکہ اور برطانیہ کو پکاریں۔اس حکمتِ عملی سے ہمیں کشمیر نہیں مل سکتا''۔(میاں افتخار الدین کی تقاریر و بیانات، مرتبہ: عبداللہ ملک، صفحہ 266)اس کردار کے حامل شخص نے پاکستانی وزیر خارجہ کی حیثیت سے کیا کیا گل کھلائے ہوں گے، اس بات کو سمجھنے کے لئے افلاطون کے دماغ کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔افسوس کہ اس شخص کو وزارتِ خارجہ اسی مسلم لیگ نے سونپی جس نے اسلام کے نام پہ نیا وطن حاصل کیا تھا۔ یہ بھی بتانے کی ضرورت نہیں کہ تحریکِ ختمِ نبوت 1953ء کے دوران جب دس ہزار مسلمانوں کے لہو سے لاہور کی سڑکیں رنگین ہوئیں، اس وقت عنانِ حکومت کس جماعت کے ہاتھ میں تھی۔کیا ہمیں اجازت ہے کہ ہم اُس ''بے دین'' اور ''اسلام دشمن'' ذوالفقار علی بھٹو کو ان اسلام پسندوں سے کئی درجے اچھا حکمران کہہ سکیں کہ کئی کوتاہیوں کے باوجود مسئلہ ختمِ نبوت پر وہ شخص جب ڈٹ گیا تو پھر کوئی قوت اسے اپنے عزم وارادے سے پیچھے نہیں ہٹا سکی اور اس نے یہ دیرینہ مسئلہ پارلیمنٹ سے حل کرا کے ہی چھوڑا۔ اِس وقت بھی ہم مسلم لیگ کے عہد میں ہی جی رہے ہیں اور امرِ واقعہ یہ ہے کہ پاکستان کے دین دار اور اسلام پسند طبقے نے میاں نواز شریف کو دیگر سیاسی قیادت پر ہمیشہ فوقیت دی ہے جس کی واحد وجہ یہی ہے کہ وہ دین سے محبت رکھنے والے ایک روایت پسند مشرقی گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔لیکن اپنے موجودہ دور میں انہوں نے اسلامی جمہوریہ پاکستان کو لبرل پاکستان بنانے کا نعرہ لگا کر، شرمین عبید چنائے کی فلم کی وزیر اعظم ہاؤس میں نمائش کرا کے، نیشنل ایکشن پلان کے نام پر دینی مدارس اور اسلام پسند طبقے کے خلاف اندھا دھند کارروائیوں اور پنجاب اسمبلی سے تحفظ حقوقِ نسواں بل منظور کرا کے جو ''نیک نامی'' کمائی ہے، وہ انہیں یقیناً اگلے الیکشن میں بہت مہنگی پڑے گی۔ مگر غازی ممتاز قادریؒ کی پھانسی کا فیصلہ تو ان سب پر بھاری ثابت ہوگا جس کے اثرات 22 مارچ این اے 101 گوجرانوالہ ضمنی الیکشن کی مہم کے دوران سامنے آرہے ہیں۔ مسلم لیگ ''ن'' کے اندر اعلیٰ عہدوں پر براجمان لوگ بھی کہہ رہے ہیں کہ یہ پھانسی اگلے الیکشن میں مسلم لیگ کے لئے لال مسجد ثابت ہوگی۔لال مسجد نے 2008ء کے الیکشن میں مسلم لیگ ''ق'' کو کہیں کا نہیں چھوڑا تھا۔اس موقع پر دینی جماعتوں کا اکٹھ حکومت کے لئے سوہانِ روح بنا ہوا ہے۔حکومت کی ہر ممکن کوشش ہے کہ کسی طرح دینی طبقے کو غازی ممتاز قادریؒ کی پھانسی کا ایشو اجاگر کرنے سے روکا جائے۔قانون تحفظ حقوقِ نسواں کو موضوع بحث بنانے کا اصل مقصد بھی یہی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس قانون کے حوالے سے حکومت کسی ترمیم پر بھی آمادہ ہو جائے تا کہ حکومتی ذرائع کے بقول مولویوں کو ٹھنڈا کیا جا سکے۔لیکن ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ اس وقت اصل مسئلہ غازی ممتاز قادریؒ کی پھانسی اور قانون توہینِ رسالت ہے۔ باقی سب مسائل جزوی ہیں۔کیا ہم امید رکھیں

کہ ہماری دینی قیادت اپنی پوری توجہ اصل مسئلے کی طرف مرکوز رکھے گی؟...... دینی قیادت پر اس وقت بھاری ذمہ داری آن پڑی ہے۔ انہیں پھونک پھونک کر قدم اٹھانے ہونگے۔ گمان ہے کہ دینی جماعتوں کے اس اکٹھ سے پریشان قوتیں علماء میں غلط فہمیاں اور توڑ پیدا کرنے کی کوشش بھی کر سکتی ہیں کیونکہ اس طرح کی مشکل صورتحال سے بچ نکلنے کے لئے حاکمانِ وقت Divide and Rule کے فارمولے کو اکسیر نسخہ خیال کرتے ہیں۔ لہٰذا دینی قیادت کو حاکمِ وقت کی طرف سے دوپہر کے کھانے کی دعوت سوچ سمجھ کر قبول کرنی ہوگی۔ وگرنہ دعوت کھانے والوں کا انجام وہی ہوسکتا ہے جو مرحوم رفیق باجوہ کا ہوا تھا۔ پاکستان کی سیاسی تاریخ سے واقف خواتین وحضرات کو رفیق باجوہ ایڈووکیٹ تو ضرور یاد ہوں گے۔ جے یو پی کے مرکزی رہنما، اعلیٰ پائے کے مقرر، پاکستان قومی اتحاد کے سیکرٹری جنرل، لیکن تحریک نظام مصطفیٰ کے دوران انہوں نے تحریک کے دیگر قائدین کو اعتماد میں لیے بغیر تنہائی میں بھٹو صاحب سے صرف ایک ملاقات ہی کی تھی لیکن ان کی اس حرکت کے باعث عوام ان سے اس قدر متنفر ہوگئے کہ اس کے بعد رفیق باجوہ کہیں دور گمنامی کے اندھیروں میں کھو گئے اور دوبارہ کبھی قومی سیاسی افق پر دکھائی نہیں دیے۔ لائق صد احترام مولانا فضل الرحمٰن کے اخلاص اور دیانت داری پر شک کرنے کی ہم میں تاب کہاں، لیکن سچ یہی ہے کہ منصورہ اجلاس سے ایک روز پہلے ان کی وزیر اعظم سے ملاقات کو دیوبندی مکتبِ فکر میں بھی زیادہ پسند نہیں کیا گیا۔ مولانا فضل الرحمٰن مسلم لیگ کی تاریخ اور مزاج سے بخوبی واقف ہوں گے۔ دورانِ ملاقات غازی ممتاز قادریؒ کی پھانسی کے تناظر میں اگر وہ حاکمِ وقت سے ذرا سا یہ بھی گلہ کر دیتے تو کیا ہی اچھا ہوتا کہ......

اب تیری وضاحت میں صداقت نہیں لگتی　　　اب اپنی محبت کی صفائی نہ دیا کر

(مطبوعہ: روزنامہ 'امت'' کراچی، 19 مارچ 2016ء)

found.

مولانا زبیر احمد صدیقی
(ناظم وفاق المدارس العربیہ جنوبی پنجاب)

تحفظ خواتین بل کا شرعی اور معاشرتی جائزہ

حمد وثناء رب لم یزل کے واسطے جس نے کائنات وعالم کو بنایا، درود وسلام سیدِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور جنہوں نے کائنات وعالم کو سنوارا۔ امابعد!

بلاشبہ اسلام دینِ فطرت اور معاشرتی مذہب ہے۔ اسلام نے معاشرہ کے ضعیف، مجبور، ناتواں اور بے بس طبقات کے حقوق کو دوٹوک اور اہمیت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ خواتین کے سلسلہ میں اسلام کی تعلیمات اور ہدایات تمام طبقات کے حقوق سے زیادہ اور تاکیدی ہیں۔ خواتین کو شریعت نے جو حقوق دیے ہیں شاید دیگر طبقات کو اتنے حقوق نہیں ملے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم کی ایک مستقل سورت خواتین کے احکام اور نام کے ساتھ مختص کی گئی یعنی سورۃ النساء (خواتین کی سورت) علاوہ ازیں سورۃ النور، سورۃ الطلاق اور بعض دیگر سورتوں میں بھی خواتین کے حقوق کو اجاگر کیا گیا۔ رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواتین کے متعلق تعلیمات بھی دوٹوک، واضح اور لاریب ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف زبانی قوانین ہی ارشاد نہیں فرمائے بلکہ عملاً خواتین بالخصوص ازواجِ مطہرات وبنات کے ساتھ حسنِ سلوک کا شاندار مظاہرہ فرما کر اُمت کے لیے راہ متعین فرمائی۔

اِس سے قبل کہ زیرِ نظر بل اور اس کے ممکنہ معاشرتی خرابیوں کا جائزہ لیں، ضروری محسوس ہوتا ہے کہ خواتین کے متعلق اسلام کی تعلیمات کا اجمالی خاکہ پیش کر دیا جائے۔ اس لیے کہ اِس بل کی پنجاب اسمبلی سے منظوری کے بعد حکومتی اور نشریاتی اداروں کی جانب سے مذہب، اہل مذہب یعنی علماء کرام کے خلاف یہ منفی تأثر قائم کیا جا رہا ہے کہ یہ طبقہ خواتین کے سلسلہ میں تنگ نظر اور العیاذ باللہ مذہب کی تعلیم اِس سلسلہ میں ناقص ہے۔ ذیل میں سورۃ النساء میں خواتین سے متعلق ذکر کیے گئے قوانین کا اشاریہ ذکر کیا جا رہا ہے:

(۱)......خواتین کو مہر کی ادائیگی کی تاکید (النساء:۴)

(۲)......خواتین کے لیے وراثت کی ادائیگی اور اُن کے حصص کی تفصیل (النساء:۱۲،۱۱،۷)

وراثت میں حصص کی تفصیل بلحاظ بیٹی، ماں، بیوی، اور بعض صورتوں میں بہن وغیرہ ایضاً

(۳)......بدکارہ بیوی کی اصلاح کا طریقہ (النساء:۱۶)

(۴)......خواتین پر ظلم وستم سے منع (النساء:۲۰،۱۹)

(۵)......وہ خواتین جن سے نکاح کرنے کی اجازت نہیں اُن کی فہرست (النساء:۲۳ تا ۲۲)

(۶)......مہر کی کمی بیشی کی صورت (النساء:۲۴)

(۷)......خواتین وحضرات کو مخالف جنس کی آرزو سے ممانعت (النساء:۳۲)

(۸)......مردوں کی درجہ میں خواتین سے فوقیت اوراس کے اسباب　　(النساء:۳۷)

(۹)......نیک خواتین کون ہیں؟ اوراُن کے اوصاف　　(النساء:۳۴)

(۱۰)......جھگڑالو بیوی کی اصلاح کا طریقہ کار　　(النساء:۳۴)

(۱۱)......زوجین میں مصالحت کی ترغیب اور طریق کار　　(النساء:۳۵)

☆......خواتین کے سلسلہ میں قرآن کریم نے مختلف مقامات پر جو ہدایات ارشاد فرمائیں، اُن کا خلاصہ پیشِ خدمت ہے:

(۱۲)......شوہر کی حیثیت کے مطابق بیوی کا نفقہ بذمہ شوہر　　(البقرہ:۲۳۶)

(۱۳)......اولاد کی پرورش کرنے پر بھی بیوی کا نفقہ بذمہ شوہر　　(البقرہ:۲۳۳)

(۱۴)......خواتین کے ساتھ حسنِ سلوک　　(النساء:۱۹)

(۱۵)......نکاح اور طلاق کی صورت میں ایام عدت میں سکنیٰ (رہائش) بذریعہ شوہر (الطلاق:۶،۲،۱)

(۱۶)......تنازعہ کی صورت میں زوجین کو باہمی صلح (شرعی تقاضوں کے مطابق) سے نہ روکنے کا حکم (البقرہ:۲۳۲)

(۱۷)......بعد از طلاق بھی حسنِ سلوک کی ہدایت　　(البقرہ:۲۴۱)

☆......خواتین سے متعلق جناب رسول اللہ ﷺ کے ارشادات وغیرہ کا ذخیرہ بھی کافی زیادہ ہے۔ ذیل میں چند احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم ھدیۃً قارئین کی خدمت میں پیش کی جارہی ہیں:

۱)......صالحہ خاتون بہترین خدائی تحفہ:

یحدث عن عبداللہ بن عمرو بن العاص أن رسول اللہ ﷺ قال: ان الدنیا کلھا متاع وخیر متاع الدنیا المرأۃ الصالحۃ.　(سنن النسائی: ۶/۳۷۷)

﴿دنیا سارا کا سارا مال ہے اور دنیا کا بہترین سامان عورت ہے﴾

۲)......خواتین سے متعلق جناب رسول اللہ ﷺ کا پالیسی بیان:

عن سلیمان بن عمرو بن الاحوص ......فقال الا واستوصو بالناس خیراً فانما ھن عوان عندکم لیس تملکون منھن شیئاً غیر ذالک الا أن یأتین بفاحشہ مبینۃ فان فعلن فاھجروھن فی المضاجع واضربوھن ضرباً غیر مبرح فان أطعنکم فلا تبغوا علیھن سبیلا الا أن لکم علیٰ نسائکم حقا ولنسائکم علیکم حقا فأما حقکم علیٰ نسائکم فلا یوطئن فرشکم من تکرھون ولا یأذن فی بیوتکم من تکرھون ألا وان حقھن علیکم أن تحسنوا الیھن فی کسوتھن وطعامھن.(سنن الترمذی: ۵/۲۷۳)

راوی نے حدیث بیان کرتے ہوئے ایک واقعہ بیان کیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: ''خبردار میں تمہیں عورتوں کے حق میں بھلائی کی نصیحت کرتا ہوں۔ اس لیے کہ وہ تمہارے پاس قید ہیں اور تم اُن پر اس کے علاوہ کوئی اختیار نہیں رکھتے کہ ان سے صحبت کرو۔ البتہ یہ کہ وہ کھلم کھلا بے حیائی کی مرتکب ہوں تو اُنہیں اپنے بستر سے الگ کردو اور اُن کی معمولی پٹائی کرو۔ پھر اگر وہ تمہاری بات ماننے لگیں تو اُنہیں تکلیف پہنچانے کے راستے تلاش نہ کرو۔ جان لو! تمہارا تمہاری بیویوں پر اور اُن کا تم پر حق ہے۔ تمہارا اُن پر حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر پر اُن لوگوں کو نہ بٹھائیں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو بلکہ ایسے لوگوں کو گھر میں بھی داخل نہ ہونے دیں اور اُن کا تم پر یہ حق ہے کہ تم اُنہیں بہترین کھانا اور بہترین لباس دو۔''

۳)...... بیویوں کے حقوق کا تعین:

عن حکیم بن معاویۃ القشیری عن ابیہ قال: قلت یارسول اللہ! ما حق زوجۃ أحدنا علیہ؟ قال :''أن تطعمھا وتکسوھا اذا اکتسبت ولا تضرب الوجہ ولا تقبح ولا تھجر الا فی البیت.''

رواہ احمد وابوداود وابن ماجہ (مشکوٰۃ المصابیح: ۲/۲۴۰)

﴿حکیم بن معاویہ قشیری اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! ہم میں سے کسی کی بیوی کا اُس کے شوہر پر کیا حق ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''یہ کہ جب تم کھاؤ تو اُس کو بھی کھلاؤ، جب تم پہنو تو اُس کو بھی پہناؤ اور اُس کے چہرے پر مت مارو نہ اُس کو بُرا کہو اور نہ یہ کہو کہ اللہ تیرا بُرا کرے اور اس سے صرف گھر کے اندر ہی علیحدگی اختیار کرو﴾

۴)......خواتین کے معاملہ میں چشم پوشی کا حکم:

عن ابی ھریرہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :''استوصوا بالنساء خیراً فانھن خلقن من ضلع وان اعوج شی فی الضلع أعلاہ فان ذھبت تقیمہ کسرتہ وان ترکتہ لم یزل أعوج فاستوصوا بالنساء.'' (مشکوٰۃ المصابیح: ۲/۲۳۵)

﴿حضرت ابوھریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''عورتوں کے حق میں بھلائی کی وصیت کرو، اس لیے کہ وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہے، جو ٹیڑھی ہے اور سب سے زیادہ ٹیڑھا پن اس پسلی میں ہے جو اُوپر کی ہے۔ لہٰذا اگر تم اُسے سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو اُس کو توڑ دو گے اور اگر پسلی کو اپنے حال پر چھوڑ دو تو وہ ہمیشہ ٹیڑھی کی ٹیڑھی رہے گی۔ اس لیے عورتوں کے حق میں بھلائی کی وصیت کرو﴾

۵)...... بیویوں میں انصاف نہ کرنے کی سزا:

وعن ابی ھریرہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ''اذا کانت عند الرجل امرأتان فلم یعدل

بینهما جاء یوم القیامه وشقه ساقط.'' (مشکوٰة المصابیح: ۲/۲۳۴)

﴿حضرت ابوھریرہؓ نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کے نکاح میں دو بیویاں ہوں اور وہ اُن کے درمیان عدل وبرابری نہ کرتا ہو، تو وہ قیامت کے دن اِس حال میں آئے گا کہ اُس کا آدھا دھڑ ساقط ہوگا﴾

۶)......خواتین پر تشدد کی ممانعت:

وعن عبدالله بن زمعة قال: قال رسول الله ﷺ: "لا یجلد أحدکم امرأته جلد العبد ثم یجامعها فی آخر الیوم" وفی روایة: "یعمد أحدکم فیجلد امرأته جلد العبد فلعله یضاجعها فی آخر یومه.'' (مشکوٰة المصابیح: ۲/۲۳۶)

﴿حضرت عبداللہ بن زمعہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص اپنی بیوی کو غلام کی طرح نہ مارے اور پھر دن کے آخری حصے میں اُس سے صحبت کرے۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ تم میں سے ایک شخص اپنی بیوی کو غلام کی طرح مارتا ہے حالانکہ شاید وہ اُسی دن کے آخر حصہ میں اُس سے ہم بستر ہو﴾

۷)......شوہر کی فرماں بردار زوجہ کے لیے بشارتِ جنت:

عن انس قال: قال رسول الله ﷺ: "المرأة اذا صلت خمسها وصامت شهرها وأحصنت فرجها وأطاعت بعلها فلتدخل من أی أبواب الجنة شائت.'' رواه أبو نعیم فی الحلیه (مشکوٰة المصابیح: ۲/۲۳۹)

﴿حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ نے فرمایا: ''جب عورت پانچ وقت کی نمازیں پڑھے اور پورے مہینے کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی فرماں برداری کرے تو وہ جنت کے جس دورازے سے چاہے داخل ہوجائے﴾

۸)......بہترین بیوی کون؟

عن أبی هریره قال قیل لرسول الله ﷺ أی النساء خیر قال التی تسره اذا نظر وتطیعه اذا أمر ولا تخالفه فی نفسها ومالها بما یکره. (سنن النسائی: ۶/۳۷۷)

﴿حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ بہترین عورت کون سی ہے تو فرمایا: ''وہ عورت جب اُس کا خاوند اُس کی طرف دیکھے تو وہ خوش کردے اور جب شوہر اُس کو کوئی حکم کرے تو وہ اُس کو بجالائے اور اپنی ذات اور اپنے مال میں اُس کے خلاف کوئی ایسی بات نہ کرے جس کو وہ پسند نہ کرتا ہو﴾

۹)......آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ کے ساتھ حسنِ معاشرت:

عن عائشه انها كانت مع رسول الله صل الله عليه وسلم فی سفر قالت فسابقته فسبقته على رجلى فلما حملت اللحم فسابقته فسبقنى قال هذه بتلك السبقته. رواه ابو دود (مشكوٰة)

حضرت عائشہ جو ایک سفر میں رسول اکرم ﷺ کے ہمراہ تھیں، فرماتی ہیں کہ میں آنحضرت کے ساتھ اپنے پیروں کے ذریعہ دوڑی (یعنی ہم دونوں نے دوڑ میں مقابلہ کیا) اور میں آپ ﷺ سے آگے نکل گئی۔ پھر جب میں فربہ ہوگئی تو پھر ہم دونوں کی دوڑ ہوئی اور اس مرتبہ آنحضرت ﷺ مجھ سے آگے نکل گئے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس مرتبہ میرا آگے نکل جانا پہلی مرتبہ تمہارے آگے نکل جانے کے بدلہ میں ہے۔(یعنی پہلی مرتبہ تم جیت گئی تھیں اس مرتبہ میں جیت گیا، لہٰذا دونوں برابر رہے)

۱۰)......شوہر کے حقوق:

عن أبی هريره قال: قال رسول الله ﷺ: "<u>اذا دعا الرجل امرأته الى فراشه فأبت غضبان لعنتها الملائكة حتىٰ تصبح.</u>" متفق عليه . وفی رواية لهما قال: "والذی نفسی بيده مامن رجل يدعو امرأته الى فراشه فتأبى عليه الا كان الذى فی السماء ساخطا عليها حتىٰ يرضى عنها. (مشكوٰة المصابيح: ۲/۲۳۷)

﴿حضرت ابوھریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب مرد اپنی عورت کو صحبت کے لیے بلائے اور وہ غصے سے انکار کر دے تو ملائکہ اُس پر صبح ہونے تک لعنت کرتے رہتے ہیں۔ ایک اور روایت میں ہے، فرمایا: ”قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے جو کوئی اپنی بیوی کو صحبت کے لیے بلائے اور وہ انکار کردے تو آسمانوں میں رہنے والا (اللہ تعالیٰ) اُس سے ناراض رہتا ہے، یہاں تک کہ شوہر اُس سے راضی ہو جائے﴾

مذکورہ بالا سطور سے واضح ہو چکا ہے کہ اسلام خواتین کا محافظ اور حقوق دہندہ ہے۔ دینِ فطرت نے نہ صرف حقوق نسواں مرحمت فرمائے بلکہ خواتین کے گھر بسانے کے لیے اپنے پیروکاروں کو تقویٰ، خوفِ خدا، روزِ حشر کی مسئولیت کا احساس بھی دلایا۔

ایک عرصہ سے اسلام دشمن قوتیں نہ صرف اسلام کو بدنام کرنے کی سعی مذموم میں مصروف ہیں بلکہ اسلامی اقدار کے استہزا، اسلامی تہذیب کے خاتمہ اور معاشرہ میں بے راہ روی کے فروغ کے لیے شب وروز ایک کیے ہوئے ہیں۔ اس مقصد کے لیے ذرائع بلاغ کو بزورِ زَر استعمال کر کے عوامی رائے عامہ ہموار کرنے کی کوشش کے ساتھ ساتھ عالمی طاقتوں کے دباؤ پر حکومتوں سے غیر شرعی، غیر اخلاقی غیر معاشرتی قوانین بھی بنوا رہی ہیں۔

حال ہی میں اس کی ایک مثال سامنے آئی ہے کہ پاکستان کے سب سے بڑے صوبہ پنجاب میں تحفظِ خواتین

2016ء بل منظور کیا گیا۔ باوجود یہ کہ صوبائی اسمبلی سے ایک بڑی تعداد ارا کین کی غیر حاضر تھی، موقع کو غنیمت جان کر یہ غیر شرعی بل پاس کروا کر عجلت میں گورنر کے دستخط سے نافذ کر دیا گیا۔ ہر چند کہ اِس بل کا پسِ منظر و پیشِ نظر خواتین سے انسدادِ تشدد بتایا جارہا ہے۔ حقیقت میں یہ یورپین ثقافت کا عکاس، قانونِ اسلام، آئینِ پاکستان اور معاشرتی اقدار کی دھجیاں بکھیرنے والا قانون ہے۔

بل کا جائزہ:

تحفظ خواتین بل کے منظور کرنے کا سبب حکومتی اور حکومتی ہم نوا حلقوں کی جانب سے یہ بتایا جارہا ہے کہ خواتین پر تشدد کے انسداد کے لیے یہ قانون منظور کیا گیا۔ چنانچہ ڈائریکٹر محکمہ سماجی بہبود و بیت المال نے کمیٹی کو مسودہ قانون کے اغراض ومقاصد سے یوں آگاہ کیا، انھوں نے کہا:

”عورتوں پر تشدد کے واقعات بڑھنے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہمارا موجودہ قانونی نظام خواتین پر مظالم اور تشدد کی بجا طور پر نشاندہی نہیں کرتا۔ چونکہ یہ ضروری ہوگیا ہے کہ خواتین کو تحفظ اور شیلٹر فراہم کرنے اور تشدد زدہ بشمول گھریلو تشدد کی شکار خواتین کی بحالی کے لیے مؤثر نظامِ تحفظ قائم کیا جائے۔ مسودہ قانون کا مقصد خواتین پر تشدد کو روکنا اور خواتین کا تحفظ و بحالی کا نظام قائم کرنا ہے۔ مسودہ قانون خواتین پر ہر قسم کے تشدد کا محاصرہ کرتا ہے بشمول گھریلو تشدد، جذباتی، نفسیاتی اور بدکلامی، معاشی استحصال، سٹاکنگ اور سائبر کرائمز۔ مسودہ قانون یہ تجویز کرتا ہے کہ اگر کسی متاثرہ شخص، باعتبار ایجنٹ یا ڈسٹرکٹ ویمن پروٹیکشن آفیسر کی جانب سے شکایت کی جائے اور عدالت اس بات سے مطمئن ہو کہ تشدد ہو چکا ہے یا واقع ہونے کا امکان ہے تو وہ عبوری حکم پروٹیکشن آرڈر، ریذیڈینس آرڈر اور مانیٹری آرڈر جاری کر سکتی ہے۔ اِن احکامات کی خلاف ورزی پر جرمانہ اور قید کی سزا مقرر ہے۔

یہ پروٹیکشن سسٹم کا قیام بشمول ویمن پروٹیکشن کمیٹی کی تقرری، پروٹیکشن سنٹرز (خواتین مراکز بسلسلہ تحفظ تشدد) اور متاثرہ عورتوں کے تحفظ اور ریلیف فراہم کرنے کے لیے پنجاب بھر میں مرحلہ وار پروگرام کے تحت شیلٹر ہومز کا اہتمام کرنے کی تصریحات بھی واضح کرتا ہے۔ تشدد سے تحفظ، خواتین مراکز کے قیام کا مقصد خواتین کی سہولت کے لیے ایک چھت تلے متفرق خدمات فراہم کرنا ہے۔ شیلٹر ہومز کی شق بھی اس لیے وضع کی گئی ہے کہ تشدد کی شکار خواتین اور اُن کے زیرِ کفالت بچوں کو بورڈنگ اور لاجنگ کی سہولت فراہم کی جائے۔ اس نے کمیٹی سے گزارش کی کہ مسودہ قانون جیسے اسمبلی میں متعارف کروایا گیا ہے، اسمبلی سے منظور کروانے کی سفارش کی جائے۔ کمیٹی نے آراء سننے اور ایڈمنسٹریٹو ڈیپارٹمنٹ نیز محکمہ قانون و پارلیمانی امور کا نکتہ نظر لینے اور مختلف نکات پر بحث کے بعد متفقہ طور پر سفارش کرنے کا فیصلہ کیا کہ مسودہ قانون درج ذیل ترامیم کے ساتھ اسمبلی سے منظور کیا جائے۔“

بل کا خلاصہ یہ ہے کہ خواتین پر تشدد کے انسداد کے لیے حکومت کی جانب سے درج ذیل اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں:

☆......ایک ٹول فری نمبر مقرر کیا جائے گا۔اُس نمبر سے کوئی بھی متاثرہ خاتون جسے اپنے اوپر تشدد کا دعویٰ ہے، بغیر کسی خرچ کے فون کر سکے گی۔

☆......ضلعی سطح پر ڈسٹرکٹ ویمن پروٹیکشن کمیٹی قائم کی جائے گی۔کمیٹی کا سربراہ ہر ضلع کا ڈی۔سی۔او ہوگا اور اُس کے ارکان درج ذیل ہوں گے:

A)......ایگزیکٹوڈسٹرکٹ آفیسر (صحت)

B)......ایگزیکٹوڈسٹرکٹ آفیسر (کمیونٹی ڈویلپمنٹ)

C)......نمائندہ ضلعی پولیس آفیسر

D)......ڈسٹرکٹ ویمن پروٹیکشن آفیسر (سیکرٹری)

حکومت ہر ضلع میں سول سوسائٹی اور مخیر حضرات سے چار غیر سرکاری ممبران نامزد کرے گی۔یہ کمیٹی ٹول فری نمبر کی بہتری ونگرانی کے لیے نیز شیلٹر ہوم کے قیام، خواتین تنظیموں کے اندراج، خواتین کی قانونی مدد وغیرہ کے لیے اقدامات کرے گی۔

۳)......خاتون پر جسمانی تشدد ہو (مارپٹائی) یا نفسیاتی تشدد، گھریلو تشدد، جذباتی، نفسیاتی، بدکلامی، معاشی استحصال اور سائبر کرائمز کا ارتکاب ہو تو خاتون ٹول فری نمبر سے فون کر کے کمیٹی کو آگاہ کرے گی۔متاثرہ خاتون خود یا اُس کا وکیل یا ڈسٹرکٹ ویمن پروٹیکشن آفیسر کی جانب سے عدالت کو شکایت کی جائے گی۔

☆......نفسیاتی تشدد سے مراد متاثرہ شخص (خاتون) کی نفسیاتی ابتری جو اُس کی کم اشتہائی، خودکشی کی کوشش اور متاثرہ خاتون کی آزادی، حرکت محدود کرنے سے ثابت شدہ مریضانہ بے چینی جس کی تصدیق کمیٹی کی جانب سے مقرر کردہ ماہر نفسیات کر دے، سب نفسیاتی تشدد میں شامل ہے۔

۴)......شکایت کنندہ خاتون پر مذکورہ بالا کسی بھی طرح کے تشدد کے مرتکب شخص کو عدالت پروٹیکشن آرڈر جاری کرے گی جس کے تحت......

☆......اب یہ شخص خاتون سے کسی قسم کا رابطہ نہیں کر سکے گا۔

☆......خاتون سے دور رہے گا۔

☆......خاتون سے اتنے فاصلہ تک دور رہے گا، جس کا تعین عدالت کرے گی۔یعنی اُسے شہر بدر یا ضلع بدر تک بھی کیا جا سکے گا۔

☆......سنگین تشدد کی صورت میں جس سے خاتون کی زندگی یا شہرت کو خطرہ ہوا، تو مرد کو کلائی پر جی۔پی۔ایس ٹریکر بریسلٹ (نگرانی کا کڑا) پہنایا جائے گا۔جس سے اُس شخص کی نگرانی کی جائے گی۔

☆......مدعی علیہ شخص اسلحہ وغیرہ جمع کرا دے، آئندہ کے لیے اسلحہ کا لائسنس حاصل نہیں کر سکے گا وغیرہ۔

۵)......عدالت متاثرہ خاتون کے تحفظ کے لیے ریذیڈنس آڈر بھی جاری کرے گی جس کے تحت......

☆......خاتون گھر سے بے دخل نہ کی جائے گی، اسی گھر میں قیام پذیر رہے گی یا شیلٹر ہوم منتقل کی جائے گی۔

☆......مدعی علیہ متاثرہ خاتون کی جائیداد وغیرہ اُس کے سپرد کرنے کا پابند ہوگا۔

☆......مدعی علیہ یا اُس کے کسی رشتہ دار کو خاتون کی رہائش اور آنے جانے کی جگہ پر جانے کی اجازت نہ ہوگی۔

۶)......علاوہ ازیں عدالت اس مقصد کے لیے مالی آڈر بھی جاری کرے گی جس کے تحت......

☆......مدعی علیہ متاثرہ خاتون کے نان ونفقہ، بچوں کے نان ونفقہ اور متاثرہ خاتون کے طبی، کمائی کے نقصان کی تلافی کرنے کا بھی پابند ہوگا۔

۷)......متاثرہ خواتین کے لیے حکومت مرحلہ وار پروٹیکشن سنٹر اور شیلٹر ہومز تیار کرے گی۔

۸)......افسر برائے تحفظ خواتین کا تقرر کیا جائے گا۔

بل کے تفصیلی مطالعہ کے بعد بل کا خلاصہ اور ضروری اجزاء ذکر کیے گئے ہیں۔ قارئین! مذکورہ بالا بل کے نفاذ کی صورت میں کیا بل کا مقصد پورا ہوگا یا خواتین کے مسائل میں اضافہ ہوگا؟ اِس کا اندازہ آپ خود لگا سکتے ہیں۔ ہمیں مذکورہ بالا مقصد سے کوئی اختلاف نہیں۔ بلاشبہ خواتین سے تشدد کا خاتمہ اور اُن کے ساتھ ناانصافی کا ازالہ ضروری ہے اور اِس مقصد کے لیے تعزیراتِ پاکستان پہلے سے موجود ہیں۔ اگر قانون کی حکمرانی اور انصاف کے حصول کو یقینی بنالیا جاتا تو شاید اِس بل کو لانے کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔ تاہم بل میں چند چیزیں ناقابلِ قبول اور شریعت، معاشرت، تمدن اور تہذیب سے کسی طرح مطابقت نہیں رکھتیں بلکہ یہ امور فساد، خاندانی تنازعات اور خاندانی نظام کی تباہی کا ذریعہ ہیں۔ ذیل میں اُن کی نشاندہی کی جارہی ہے:

۱)......تعزیرات پاکستان اور شرعی قوانین کی موجودگی میں اراکین اسمبلی کی ایک بڑی تعداد کے موجود نہ ہونے کے باوجود عجلت میں اسے منظور کروالینا باعثِ تعجب ہے۔ شرعی معاملات میں راہنمائی کے لیے آئینی ادارہ ''اسلامی نظریاتی کونسل'' موجود ہے۔ اس بل کی منظوری سے قبل ضروری تھا کہ اِسے شرعی تقاضوں کے مطابق ڈھالنے کے لیے اسلامی نظریاتی کونسل میں بھیج دیا جاتا۔ صوبہ خیبر پختونخواہ کی اسمبلی نے یہی بل مذکورہ ادارہ کو ارسال کیا ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کسی دباؤ میں یہ بل منظور کرکے شریعت، قانون اور تمدن کا مزاق اڑایا گیا۔

۲)......خواتین پر تشدد اسلام میں سخت منع ہے، ہم تشدد سے منہی کی چند نصوص شروع میں ذکر کر چکے ہیں۔ بل میں تشدد کی تعریف اور اِس جرم کی سزا دونوں شرعی لحاظ سے ناقابلِ قبول ہیں۔ تشدد کی تعریف میں جذباتی تشدد، نفسیاتی تشدد، بدکلامی وغیرہ کو شامل کرنا، اِسی طرح ایسا عمل جس سے نفسیاتی ابتری جو اُس کی کم اشتہائی، خودکشی کی کوشش تک پہنچ جائے، محلِ نظر ہے۔

شرعی اور معاشرتی طور پر مرد (باپ، بھائی، شوہر وغیرہ) کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنی بیٹی/بہن/بیوی کی تربیت

کے لیے اُسے ڈانٹ ڈپٹ کرے، قابلِ مواخذہ امور پر سرزنش کرے، اُسے نامناسب مقامات پر یا بلاوجہ آنے جانے سے منع کرے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اولاد کو ۱۰ برس کی عمر میں نماز کے ترک پر ایک حد تک مارنے کا بھی حکم فرمایا ہے۔ اسی طرح ایک حدیث میں ہے:

> ''سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اپنے اہلِ خانہ پر اپنی وسعت کے مطابق خرچ کیجئے اور اُن سے اپنا عصا بغرضِ اصلاح نہ ہٹائیے اور اُن کو اللہ سے ڈرائے رکھے۔''　　(احمد: ۳۳۸/۵ طبرانی)

ظاہر ہے کہ ڈانٹ ڈپٹ اگر جائز امور کے لیے ہو تو شرعی حکم ہے لیکن بل میں اِسے تشدد سے تعبیر کیا گیا ہے۔ بیوی شوہر کے حکم کی عدولی کرے اور شوہر کے اظہارِ ناراضگی پر تکرار ہو جائے تو یہ بھی بدکلامی ہوئی، اِسے بھی تشدد کے زمرے میں لایا گیا۔ بیٹی، بہن، بیوی کو نامناسب وقت میں یا نامناسب مقام پر آمد و رفت سے منع کرنا بھی تشدد قرار دیا گیا ہے۔ شوہر، باپ، بھائی وغیرہ اگر اصلاح کی کوشش کریں، اِس پر خاتون ناجائز طور پر خودکشی کی کوشش کرے یا ظاہر کرے تو اِن سب کو تشدد کے زمرے میں لاکر گویا گھروں میں فساد پھیلایا جا رہا ہے۔ لہٰذا مذکورہ بالا شقیں خلافِ شریعت ہیں۔

تشدد کی شکایت پر اقدامات قطع نظر اِس کے کہ شریعت یا انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں یا نہیں۔ قابلِ غور امر یہ ہے کہ محض شکایت پر سزا اور غیر معاشرتی توہین آمیز سلوک، کیا انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے؟ واقعہ یہ ہے کہ ابھی تو خاتون کی طرف سے شکایت ہوئی نہ تو عدالتی کارروائی ہوئی نہ شھادتیں سامنے آئیں۔ محض شکایت پر......

☆ ......مرد کو گھر سے نکال دینا یا شہر بدر کرنا۔

☆ ......خاتون سے رابطہ منقطع کرانا خواہ بیٹی، بہن یا بیوی ہی کیوں نہ ہو۔

☆ ...... بریسلٹ پہنا کر اُس کی غیر محسوس انداز میں کڑی نگرانی کرنا حتیٰ کہ قضائے حاجت / غسل وغیرہ کے وقت بھی اُسے یہ کڑا اُتارنے کی اجازت نہ ہو، کیا انصاف ہے؟

اگر خاتون سے محض بدکلامی ہو یا اُس کی شہرت کو نقصان پہنچے تو تشدد اور قابلِ گرفت، اگر مرد کے خلاف شکایت کر کے اُس کو اپنے ہی گھر سے نکال دیا جائے اور کڑے پہنا کر اُس کی تذلیل کی جائے جبکہ کل ثابت ہو کہ شکایت غلط تھی، تو کیا یہ تشدد نہیں؟ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حکومت مرد کی فطری، شرعی فوقیت کو سلب کر کے اُسے خاتون کا غلام اور ملازم بنانے کی سعی میں مصروف ہے، ورنہ ایسا قانون خلافِ فطرت ہے۔

مذکورہ بالا اقدامات سے کیا خواتین کو حقوق مل جائیں گے یا خواتین سرپرستوں اور خیر خواہوں سے محروم ہو کر تنہائی کی زندگی گزاریں گیں؟ کیا مرد ایسے اقدامات پر ایسی تذلیل کا باعث بننے والی خواتین سے کنارہ کش نہیں ہوں گے؟ کیا اِن حالات میں کوئی غیور شخص اسی خاتون کی کفالت کر سکے گا؟ یہ وہ سوالات ہیں، جن پر ٹھنڈے دل سے غور و فکر کرنے

کی ضرورت ہے۔

۳)......ودھین پروٹیکشن کمیٹی میں سول سوسائٹی سے ۴ افراد لینے کا مطلب یہ ہے کہ این۔ جی۔ اوز کو حکومتی اختیار دے کر غیر ملکی ایجنڈے کی تکمیل کی جا رہی ہے۔ کیا یہ عیاں نہیں ہو چکا کہ یہ طبقہ غیر ملکی فنڈنگ کے سہارے ملک میں عدمِ استحکام، فرقہ واریت، بے راہ روی، اسلام اور ملک دشمن و دیگر ناقابل معافی سرگرمیوں میں ملوث ہے۔ اب اِس بل کے ذریعے اس طبقہ کو بااختیار بنا کر غیروں کے ایجنڈے کو پورا کیا جا رہا ہے۔

۴)...... دارالامان اور شیلٹر ہومز کی تعمیر و آبادکاری سے کیا خواتین بے گھر، بے سہارا ہو کر بے راہ روی اور کسمپرسی کی زندگی نہیں گزاریں گی؟ یقیناً ایسا ہی ہوگا۔ قبل ازیں ہر بڑے شہر میں دارالامان موجود ہیں اور وہاں خواتین قیام بھی کرتی ہیں۔ ان اداروں کی کارگردگی نیز خواتین پر اس ماحول کے اثرات کسی سے ڈھکے چھپے نہیں۔ دارالامان اور شیلٹر ہومز کا قیام بہرحال اچھا اثر نہیں لائے گا۔

اصل بات یہ ہے کہ مذکورہ بالا بل پاکستانی ثقافت بالخصوص اسلامی تعلیمات سے قطعی مختلف ہے۔ ایسا قانون اُس معاشرہ میں کارگر ہو سکتا ہے، جہاں مرد و زن کا باہم تعلق رسمی اور معمولی ہو، جہاں میاں بیوی ایک دوسرے سے بیزار، اپنا اپنا روزگار، اپنے اپنے اکاونٹ، اپنا اپنا حلقہ نیز احباب اور دوست رکھتے ہیں۔ جہاں بوائے فرینڈز، گرل فرینڈز کو مسلمہ حیثیت حاصل ہو۔ اسلامی تعلیمات اور پاکستانی ثقافت میں باپ بیٹی، بھائی بہن یا میاں بیوی کا آپس میں تعلق غیر معمولی مستحکم، احترام اور محبت کا ہے۔ یہاں اِس قوم کی توہین آمیز دفعات معاشرہ میں فساد برپا کر دینے کا سبب ہوں گی۔ اس لیے ضروری ہے کہ حکومت اِس بل کو اسلامی نظریاتی کونسل کے پلیٹ فارم یا جید علماء و مشائخ کی آراء، شرعی اور معاشرتی تقاضوں میں ڈھالے تاکہ حقیقی معنوں میں خواتین کو اُن کے حقوق میسر آسکیں اور بجائے نفع کے اُن کا نقصان نہ ہو۔

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

28 اپریل 2016ء
جمعرات بعد نماز مغرب

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری
دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

نوٹ: ہر انگریزی ماہ کی آخری جمعرات کو بعد نمازِ مغرب مجلسِ ذکر و اصلاحی بیان ہوتا ہے

الداعی　سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان　061-4511961

شاہ بلیغ الدین رحمۃ اللہ علیہ

امامِ اُمّت ......سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

تلوار ہوا میں بلند تھی اور اس جلیل القدر مجاہد راہِ خدا کے آگے ہر ایک مبہوت کھڑا تھا۔ برّاں صفت تیغ و پیکرِ نظر اس کی حاضرین میں سے ایک ایک کو دیکھ رہی تھی۔ وہ نظر جو دل میں ترازو ہو جاتی تھی۔ مجاہد ایمان و عشق و آگہی کا پیکر تھا۔ تاریخ اسے ہمیشہ یاد رکھے گی اور مسلمان اسے کبھی بھلا نہ سکیں گے۔ حرا سے آواز گونجی ”اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ“ تو اس نے کہا بے شک یہ وحی خداوندی ہے۔ اس وحی کے سنانے والے نے کہا میں محمد رسول اللہ (ﷺ) ہوں! اس نے کہا بے شک آپ رسول ہیں اور بیعت کر لی۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حطیمِ خانہ کعبہ میں اعلان کیا کہ میں آسمانوں کے راتی رات سفر سے لوٹا ہوں اس نے بلا جھجک تصدیق کی۔ تیرہ برس کی تبلیغ کے بعد صاحبِ معراج ہجرت کے لیے نکلے تو وہ رفیقِ ہجرت بن گیا۔ غارِ ثور میں ہادیٔ برحق کا قیام ہوا تو وہی تنہا یارِ غار تھا۔ جب ساڑھے تیئس سالہ نبوی زندگی کے بعد خاتم المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیقِ اعلیٰ سے جا ملنے کا وقت آیا تو آپ نے اسی کو اُمت کا پہلا امام مقرر کیا اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے پردہ فرمایا تو وہی خلیفۃ الرسل منتخب ہوا۔ نہ اُمت میں کوئی اس سے بڑا ہوا نہ اُمت میں کوئی اس سے زیادہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب رہا۔ اسی لیے قرآن نے اسے صحابی، رسول نے اسے صدیق اور اُمت نے اسے صدیق اکبر کے لقب سے یاد کیا۔ اُمت میں بہت سے عالم بھی ہوں گے ولی بھی ہوں گے غازی اور شہید بھی مگر صدیق ایک ہی ہے دوسرا کوئی صدیق نہ ہوگا۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے پردہ فرمایا تو ایک ساتھ کئی فتنے اٹھ کھڑے ہوئے۔ جھوٹے نبیوں کا فتنہ، اسلام لا کر پھر جانے والوں کا فتنہ، اسلامی مملکت کی سرحدوں پر دو سپر پاور یعنی قیصر و کسریٰ کی غارت گری کا فتنہ، زکوٰۃ سے انکار کرنے والوں کا فتنہ، وہ خضرِ راہ اور مردِ حق ہر فتنے سے نبٹتا گیا۔ سب فتنوں کو اس نے کچل دیا۔ زکوٰۃ نہ دینے والوں کا مسئلہ بڑا اہم تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ ہم نمازوں کے لیے تیار ہیں روزہ، حج، جہاد ہر بات ہمیں منظور ہے ایک زکوٰۃ کے رکن کو ختم کر دیجیے۔ یہ ہم ادا نہ کریں گے، کسی نے کہا توحید کا اقرار ہے اور سب باتوں پر یہ عمل کرنے کو تیار ہیں۔ اس وقت حالات بڑے ناسازگار ہیں ان سے چشم پوشی کر لی جائے اس میں کوئی حرج نہیں۔ اگر یہ ہم سے ٹوٹ گئے تو ہماری قوت گھٹ جائے گی، بیرونی خطرہ بڑھ رہا ہے۔ اپنی صفوں کو مستحکم رکھنے کے لیے انھیں یہ چھوٹ دینی ہی ہوگی۔ یہی موقع تھا کہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ اپنی جگہ ڈٹ گئے۔ خلیفۃ الرسل نے کسی دباؤ کو قبول نہ کیا اور اپنی پارلیمان کے آگے میان سے تلوار سونتی اور ہوا میں لہرا کر اعلان کیا کہ:
”اللہ کی قسم! تم میں سے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اونٹ کی رسی زکوٰۃ میں دیتا تھا میں اس سے وہ وصول کر کے رہوں گا چاہے تم میں سے سب میرا ساتھ چھوڑ جائیں اور میں تنہا رہ جاؤں“۔ یہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا وہ عظیم الشان فقہی

فیصلہ تھا جس نے قیامت تک کے لیے ارکانِ دین میں کمی یا اضافے کے خیال کو ختم کر دیا۔ ارکانِ دین اور حدود اللہ کوئی نہیں بدل سکتا۔ اگر صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ اس موقع پر ذرا کمزوری دکھاتے تو تحریف کا سلسلہ شروع ہو جاتا اور ایک ایک کر کے حرام و حلال کی سب صورتیں بدل دی جاتیں۔ پچھلی اُمتیں اسی لیے تباہ ہوئیں کہ انھوں نے اپنی مصلحتوں کی بنا پر حدود اللہ توڑ دیے۔

زکوٰۃ ہر صاحبِ نصاب پر فرض ہے۔ یہ قطعی حکم ہے، صدقہ وخیرات کے احکام ترغیبی احکام ہیں۔ صاحبِ نصاب ہو کر سرکشی سے یا مال کی محبت میں زکوٰۃ نہ دینے والا مسلمان باقی نہیں رہتا۔ قرآن اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں واضح ہدایتیں دے دی ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے زکوٰۃ جمع کی اور بیت المال کے ذریعہ اسے مستحقین میں تقسیم کیا۔ زکوٰۃ صاحب نصاب خود بھی تقسیم کر سکتا ہے۔ قرآن کریم میں نماز کے ساتھ اور الگ دونوں طرح زکوٰۃ کی تاکید آئی ہے۔ کوئی سو مرتبہ اس کا ذکر ہے اور اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ دینے میں سو فائدے مضمر رکھے ہیں۔ زکوٰۃ نکالنے میں آنا کانی منافقت کی نشانی ہے۔ ایسے منافقوں سے جہاد کرنے کا حکم ہے۔ زکوٰۃ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکریہ ہے۔ اس سے قلب صاف ہو جاتا ہے۔ توبہ قبول ہوتی ہے۔ زکوٰۃ مال کو پاک کرتی ہے۔ زکوٰۃ اللہ کو پہنچتی ہے اور زکوٰۃ دینے والے کی روزی اور مال میں اللہ تعالیٰ برکت دیتا ہے یہ اس کا وعدہ ہے۔ زکوٰۃ بخل کے موذی نفسیاتی مرض سے آدمی کو بچاتی ہے۔ زکوٰۃ ہی کی طرح عشر کا حکم بھی ہے صاف اور واضح! زکوٰۃ اور عشر سے دولت پھیلتی ہے اور قوم کی مرفہ الحالی میں اضافہ ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ آثار عہد نبوی کے آخری دنوں ہی میں ظاہر ہو گئے تھے۔ اسی لیے یہ اسلام کے مالیاتی نظام کا اہم ترین جزو ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں مدینے میں کوئی زکوٰۃ لینے والا نہ ملتا تھا۔ سورۂ اعراف میں فرمانِ الٰہی ہے کہ ''میری رحمت صرف ان کے لیے ہے جو نافرمانی سے بچیں گے، زکوٰۃ دیں گے اور میری آیات پر ایمان لائیں گے۔''

زکوٰۃ رضائے الٰہی کے لیے ہوتی ہے۔ شہرت اور نیک نامی کے لیے نہیں۔ کوئی صحیفۂ آسمانی ایسا نہیں جس میں زکوٰۃ کا حکم نہیں آیا۔ سورۂ انبیاء میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس کا حکم ملا تھا۔ سورۂ مریم میں ہے حضرت اسماعیل علیہ السلام زکوٰۃ کی تاکید کرتے تھے۔ سورۂ بقرہ اور سورۂ مائدہ میں ہے یہودیوں پر زکوٰۃ فرض کی گئی۔ متی اور لوقا کی انجیلوں میں ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام زکوٰۃ کی تلقین کرتے تھے۔ سورۂ مریم میں ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہتے تھے اللہ تعالیٰ نے مجھے زندگی بھر نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کی تاکید کی ہے۔ زکوٰۃ کسے دی جائے یہ سورۂ توبہ میں بتا دیا گیا ہے۔

زکوٰۃ اللہ کے حکم کی تعمیل اور اس کے بندوں کے حق کی تکمیل کے لیے ہے۔ ۷ ھ میں حکم آیا کہ یہ فرض ہے۔ اس سے پہلے یہ ترغیبی حکم تھا، فتحِ مکہ کے بعد اس کا محکمہ قائم ہوا۔ ایک موقع پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسکین وہ نہیں جو دو ٹکڑوں کے لیے در در پھر کر بھیک مانگتا ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ پھر مسکین کون ہے؟ ارشاد ہوا جو ضرورت مند تو ہوتا ہے لیکن بھیک نہیں مانگتا۔ زکوٰۃ کے زیادہ مستحق یہی لوگ ہیں۔

(ماخوذ: تجلی)

ابوطلحہ عثمان

”مرحبا“ اے نبی کے دیوانو!

اَے اطمینان والی جان! اے نفس مطمئنہ! تجھے ہم پکار رہے ہیں ہم خالق کردگار، ہم مالک الملک، ہم مالک کائنات، ہم خالق زمین وآسمان، ہم جنتوں اور دوزخ کے پیدا کرنے والے، ہم کُن فَیَکُوْن اور یوم الدین کے مالک، ایک دن اعلان ہوگا ”آج کس کا ملک ہے؟ آج ک کی بادشاہی ہے؟ آج چھوٹے بڑے اختیارات کس کے ہیں؟ آج ہمارے سوا دوسرا کون ہے؟ کوئی ہے تو بول کر دکھائے، اپنا وجود ظاہر کرے۔ کوئی ہے تو ہماری پکار کا جواب دے! ہماری پکار کو سننے والا کوئی ہے تو کسی بھی طور پر اپنا ہونا ظاہر کرے۔ ہے کوئی؟ طویل کاموشی! کوئی بھی نہیں! کچھ بھی نہیں! چلو ہم خود ہی اپنے سوال کا جواب دیے دیتے ہیں۔ لِلّٰہِ الْوَاحِدِالْقَھَّار آج بادشاہی صرف اللہ واحد قہار کی ہے، آج اختیار اسی اکیلے قاہر و غالب کا ہے۔ اور دوسرا تو کوئی ہے ہی نہیں۔ غالب پکار اور طویل انتظار کے بعد خود اللہ واحد ہی کی آواز گونج رہی ہے۔ کوئی بڑا کوئی چھوٹا، کوئی صاحب قوت و حشمت موجود نہیں۔ اور ہاں ایک مختصر سا آزمائشی وقت ہر مخلوق ہر امیدوار کو کمرۂ امتحان میں دیا جانا عدل ہے۔ عدل کامل کا بھی یہی تقاضا تھا۔ ایک مختصر زندگی جسے اصحاب کہف تین سو نو سال بعد چند گھڑیاں سمجھ رہے ہیں، جسے ایک سو سال بعد عزیر علیہ السلام ایک دن یا دن کا کچھ حصہ فرمارہے ہیں، جسے قبروں سے اٹھنے والے مرقدنا ھذا کہہ رہے ہیں جسے یوم نشور سب اٹھنے والے ”یوماً“ اَوْبَعْضَ یَوْم کہیں گے۔ منکرین آخرت، بدنصیب اب سب کچھ دیکھ چکے۔ وہ آج کہہ رہے ہیں رَبَّنَـا اَبْصَرنَا وَسَمِعْنَـا فَـارْجِعْنَا نَعْلُ صَالِحًا اِنَّا مُوقِنُونَ مگر اب وَلَاتَ حِیْنَ مَنَاص۔ اس دن تو نبیوں کی زبانی ایمان بالغیب کی دولت حاصل کرنے والوں ہی کو آرام چین سکون ملے گا۔ آواز آرہی ہوگی یٰاَیَّتُھَاالنَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّہ اے اطمینان والی جان! ایمان بالغیب کے بعد تمھیں دنیا میں بھی اطمینان کی دولت ملی تھی آج بھی اطمیان صرف تمہارا ہے، دیکھو یہ سامنے میرے محبوب بندے کھڑے ہیں تم بھی ان میں شامل ہوجاؤ تم انھی میں سے ہو، انھی کے ساتھ میری جنت میں داخل ہوجاؤ۔

آج تمھیں کوئی پریشانی کوئی بے سکونی نہ ہوگی۔ تم نے دنیوی زندگی میں محنت کی تھی، تم نے وہاں اللہ کے نام پر جان دی تھی، تم نبی کی حرمت پر کٹ مرے تھے۔ تم نے میرے نبی کی عزت پر حرف نہیں آنے دیا۔ تم نے صدیق و فاروق کی دکھائی ہوئی راہ اختیار کی، تم نے مسیلمہ کذاب سے جہاد کرنے اور جانیں وارنے والوں کی راہ اختیار کی، تم نے جھوٹے نبی اور اس کے پیروکاروں کا راستہ روکا۔ تم اس راہ پر چلے جس پر عشق و محبت والے ہی چلا کرتے ہیں۔ آج اختیار صرف ہمارا ہے ملک صرف ہمارا ہے۔ ہم نے تم جیسے نبی اور اصحاب نبی کے پروانوں کے لیے جنتیں مختص Reserve کردی ہیں۔ جاؤ میری جنت تمھیں مرحبا کہہ رہی ہے۔ مرحبا مرحبا!

حبیب الرحمٰن بٹالوی

نہ دارا رہا نہ سکندر رہا

ایک درویش قبرستان سے باہر نکلا تو کسی نے پوچھا کہاں گئے تھے؟ کہا اس قافلے سے ملنے گیا تھا۔ پوچھا کیا باتیں ہوئیں؟ کہا میں نے دریافت کیا'' یہاں سے آگے کب جاؤ گے؟ جواب ملا بس! تمہارا انتظار ہے۔''

ایک جنازہ جارہا تھا۔ ایک نوجوان نے ایک بزرگ سے پوچھا بابا! یہ کس کا جنازہ ہے؟ بزرگ نے جواب دیا بیٹا! اپنا سمجھ لو یا میرا۔ کل اسی طرح لوگ ہمارے جنازے کو اٹھائے لیے جارہے ہوں گے اور مساجد سے اعلان ہوگا ''حضرات ایک ضروری اعلان سماعت فرمائیں۔ شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی ملتان بورڈ والے جو آج کل ''رائز کالج میں پڑھا رہے تھے'' بقضائے الٰہی انتقال کر گئے ہیں۔ ان کی نماز جنازہ آرٹ کونسل کے ساتھ والے پارک میں ادا کی جارہی ہے۔ اہل محلّہ سے اپیل ہے کہ جنازے میں شرکت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔''

حضرت سعید بن حبیب کہتے ہیں، میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ کے قبرستان میں گیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اہل قبور پر سلام پڑھا اور اچانک آواز لگائی۔ اے قبرستان والو! ہم تمہیں اپنی دنیا کی خبریں بتلائیں یا تم اپنے یہاں کا حال سناؤ گے۔ ان کے ان کلمات کا بہت ہی صاف جواب آیا۔

اے امیر المؤمنین! وعلیکم السلام! پہلے آپ ہمیں بتلایئے! ہمارے بعد کیا ہوا؟ ''امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ بولے تمہاری بیویوں کا نکاح ثانی ہوگیا۔ تمہارا مال بٹ گیا۔ سب باغات اجڑ گئے اور وہ خوبصورت گھر جو تم نے بڑے شوق سے بنائے تھے۔ تمہارے دشمنوں نے ان پر قبضہ کرلیا ہے۔ یہ ہماری خبریں تھیں۔ اب تم اپنی بھی کہو'' ایک میت نے کہا: ''ہمارے کفن پارہ پارہ ہوچکے ہیں، جوانی کی شاخ تر جل کے بھسم ہوچکی ہے، بال بکھر گئے ہیں، بدن کی کھال ریزہ ریزہ ہوکر خاک میں مل گئی ہے، ہماری آنکھیں بہہ بہہ کر گالوں تک آ گئی ہیں، نتھنوں سے پیپ ٹپک رہی ہے، زندگی میں ہم نے جو کچھ آگے بھیجا تھا وہ ہمیں مل گیا ہے اور جو مال وزر ہم پیچھے چھوڑ آئے تھے وہ ہمارے لیے نقصان میں ہے۔

قارئین کرام! مارچ کے شروع میں ہمارا ایک نوجوان ہمسایہ محمد رمضان عرف جانی انتقال کر گیا۔ ایک منحنی سے جسم کا مالک، بظاہر کمزور مگر انتھک محنتی انسان۔ گلی کے شروع میں اس کی سائیکل مرمت کی دکان تھی۔ ہر وقت زمین پر بیٹھا کام میں مگن رہتا سائیکل اور موٹر سائیکل کے پنکچر لگاتا، سائیکلوں کی مرمت میں مصروف۔ کبھی کسی کے گھر کی چابی اندر رہ گئی ہے تو اس کا تالا کھول کے دے رہا ہے تو کبھی کسی کا سائیکل مرمت کر کے اس کے گھر پہنچا رہا ہے۔ اس کی دکان پر ہر وقت ایک ہجوم سا لگا رہتا۔ ہر ایک سے مسکرا کے بات کرتا۔ کبھی کسی سے لڑائی نہیں کی۔ کبھی کسی سے جھگڑا نہیں کیا۔ میں محلّہ طارق

آباد میں عرصہ پینتیس سال سے ہوں۔ کئی جنازے پڑھنے کا اتفاق ہوا مگر میں نے محلے میں اتنا بڑا جنازہ نہیں دیکھا جتنا نوجوان دوست جانی کا ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کرے۔ گلی میں بات ہو رہی تھی کہ اس کے گردے کا آپریشن ہوا تھا۔ خون لگایا گیا جو اسے موافق نہ آیا۔

ایک دن پہلے دودھ والے سے کہہ رہا تھا ’’میں ہسپتال جا رہا ہوں۔ دو تین دن لگ جائیں گے۔ گھر دودھ دیتے رہنا۔ میں آ کر پیسے دے دوں گا۔ اسے کیا پتا تھا کہ اس نے واپس ہی نہیں آنا اور کوئی ذی روح نہیں جانتا کہ اس نے کل کیا کرنا ہے۔ اس کی سات سالہ بیٹی اپنے دادا جان سے کہہ رہی تھی ’’دادا ابو! آپ بابا کو پہلے ہسپتال لے گئے پھر آئی سی یو لے گئے۔ اگر آپ آپریشن نہ کرواتے تو آج بابا گھر ہوتے۔‘‘

بچی کو کون سمجھائے کہ جب وقت آ جاتا ہے تو نہ ایک لمحہ پیچھے ہوتا ہے نہ آگے! اور سب سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ ہم روز دوسروں کو مرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ مگر زندگی اس طرح بسر کرتے ہیں جیسے خود کبھی نہیں مریں گے۔

یہ آدمی کا جسم کیا ہے جس پہ شیدا ہے جہاں ایک مٹی کی عمارت ایک مٹی کا مکاں
خون کا گارا بنا اور اینٹ اس میں ہڈیاں چند سانسوں پہ کھڑا ہے یہ خیالی آسماں
موت کی پرزور آندھی جس گھڑی ٹکرائے گی دیکھ لینا یہ عمارت خاک میں مل جائے گی

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

مفتی ابوالخیر عارف محمود

اسلام اور طہارت

اسلام انتہائی پاکیزہ مذہب ہے، یہ اپنے ماننے والوں طہارت و پاکیزگی کا حکم دیتا ہے، اللہ تبارک وتعالی نے بنی آدم کو اپنے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے زندگی کے مختلف پہلوؤں سے متعلق کتاب وسنت کی شکل میں جو احکام اور ہدایات عنایت فرمائے ہیں اگر حقیقی معنوں میں ان پر عمل پیرا ہو جائیں تو ہر فرد کا ظاہر و باطن، اس کا جسم ولباس، رہنے کی جگہ، گھر بار، گلی، محلّہ، ماحول حتی کہ پورا معاشرہ سب پاکیزگی کے مظہر بن جائیں گے۔ طہارت والوں یعنی پاک صاف رہنے والوں کو اللہ تعالی پسند فرماتے ہیں، چناں چہ قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے: ﴿إن اللّٰہ یحب التوابین ویحب المتطھرین﴾(۱) ترجمہ: بے شک اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ اسلام کی ان تعلیمات کے پیش نظر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم طہارت و پاکیزگی کا خوب اہتمام فرماتے تھے جس کی وجہ سے قرآن کریم مجید میں اللہ تعالی نے ان کی تعریف میں ارشاد فرمایا: ﴿فیہ رجال یحبون أن یتطھروا واللّٰہ یحب المطھرین﴾(۲) ترجمہ: اس میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو پسند کرتے ہیں کہ وہ پاک صاف ہوں اور اللہ پاک صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں نقل کیا ہے کہ طلح بن نافع کہتے ہیں کہ مجھے ابوایوب انصاری، جابر بن عبداللہ، اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم نے بتلایا کہ جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے انصار کو مخاطب کر کے فرمایا: اے گروہ انصار! اللہ تعالی نے طہارت کے بارے میں تمہاری تعریف بیان کی ہے تو تمہاری طہارت و پاکی کیا ہے؟ انصار نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم نماز کے لیے وضو کرتے ہیں، جنابت سے غسل کرتے ہیں اور پانی سے استنجا کرتے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی وہ طہارت و پاکی ہے جس کی اللہ نے تعریف کی ہے، پس تم اسے لازم پکڑو۔(۳)

طہارت کا معنی ومطلب: طہارت کسے کہتے ہیں؟ اس کا کیا معنی ومطلب ہے؟ اس کی کتنی اقسام ہیں؟ ان تفصلات کو جاننے کے بعد ہی انسان منشا خداوندی کے مطابق پاکیزگی حاصل کر سکتا ہے۔ طہارت عربی زبان کا لفظ ہے، طھر یطھر باب کرم سے مصدر ہے، لغت میں طہارت کے معنی مطلق طور پر صفائی و پاکیزگی کے ہیں(۴)، فقہی اعتبار سے حدث اور نجاست سے پاکیزگی حاصل کرنے کو طہارت کہتے ہیں(۵)، جبکہ شرعا طہارت اللہ کی منع کردہ چیزوں سے اپنے آپ کو روکنے یعنی خود کو گناہوں سے پاک رکھنے اور اللہ تعالی کے اوامر سے خود کو مزین کرنے کو کہتے ہیں۔ بعض دفعہ اطلاقات شرعیہ میں طہارت من الارجاس پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے یعنی اس سے مراد کفر وشرک اور معصیت سے پاک ہونا ہوتا ہے، چناں چہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿إنما یرید اللّٰہ لیذھب عنکم الرجس أھل البیت ویطھرکم تطھیرا﴾(۶) ترجمہ: اے نبی کے گھر والو! اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم سے (شرک وکفر کی) گندگی دور رکھے اور تمہیں ایسی پاکیزگی عطا کرے جو ہر طرح مکمل ہو۔

اقسام طہارت: طہارت کی ابتدا میں دو بڑی قسمیں ہیں: طہارت معنویہ اور حسّیہ، پہلی قسم کے بارے میں علمائے عقیدہ یعنی متکلمین گفتگو کرتے ہیں، جبکہ دوسری سے فقہاء بحث کرتے ہیں۔ پھران میں سے طہارت معنویہ کی بھی دو قسمیں ہیں: طہارت معنویہ کبری اور صغری، طہارت معنویہ کبری ہے کہ آدمی اپنے دل کو شرک اور اس کی غلاظتوں سے مکمل پاک کرلے اور توحید خالص کے عقیدہ کو اپنے دل ودماغ میں بسالے اور مکمل طور سے اللہ تعالی کی بندگی اختیار کرلے۔ طہارت معنویہ صغری یہ ہے کہ آدمی اپنے دل کو اخلاقی برائیوں کینہ، حسد، ریا، تکبر اور حب جاہ ومال وغیرہ سے پاک کرے اور اپنے دل کو اخلاقی محاسن وفضائل سے مزین کرے۔ اسی طرح طہارت حسّیہ یعنی ظاہری طہارت کی بھی دو قسمیں: ایک یہ کہ حدث کو زائل کرکے پاکی حاصل کرنا، اس قسم کے ذیل میں فقہاء حضرات پانی کے پاکی وناپاکی، وضو، غسل، تیمّم اور موزوں پر مسح وغیرہ کے مسائل سے بحث کرتے ہیں۔ دوسری قسم یہ کہ خبث کو زائل کرکے طہارت حاصل کرنا، اس قسم کے ذیل میں فقہائے کرام اشیائے نجسہ کے طہارت سے متعلق ضوابط اور نجاست کی اقسام کو بیان کرتے ہیں۔

نصف ایمان: اسلام میں طہارت اور پاکیزگی کی اہمیت کا اندازہ لگانے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ عمل اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک محبوب اور پسندیدہ ہے، بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طہارت کو نصف ایمان قرار دیا ہے، چناں چہ صحیح مسلم میں حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: '' الطهور شطر الإيمان ''. (۷) یعنی پاکی نصف ایمان ہے۔ شطر ایمان یعنی طہارت کا نصفِ ایمان ہونے کا کیا مطلب ہے؟ اس کے بارے میں شرّاح حدیث فرماتے ہیں کہ ایمان مکفّر سیئات ہے، ایمان سے صغائر وکبائر دونوں طرح کے گناہ معاف ہوتے ہیں، طہارت بھی مکفّر سیئات ہے، لیکن اس سے صرف صغائر معاف ہوتے ہیں، اس نسبت سے طہارت کو شطر ایمان قرار دیا گیا ہے۔ علامہ تورپشتی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایمان سے ظاہر وباطن یعنی حدث اصغر واکبر اور شرک وغیرہ دونوں سے طہارت حاصل ہوجاتی ہے، جبکہ حدیث میں وارد لفظ ''الطہور'' سے صرف طہارتِ بدن من الانجاس والاحداث مراد ہے اس لیے اس کو شطر ایمان کہا گیا ہے۔ (۸)

اجزائے ایمان: حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایمان تخلیہ اور تحلیہ دو اجزاء سے مرکب ہے، تخلیہ کے چار مراتب ہیں، پہلا مرتبہ: ظاہری بدن کو ہر طرح کی ناپاکی، حدث وخبث اور فضلات سے پاک کرنا۔ دوسرا مرتبہ: اپنے اعضاء وجوارح کو جرائم وگناہوں سے پاک رکھنا۔ تیسرا مرتبہ: دل کو اخلاق ذمیمہ ورذیلہ سے پاک رکھنا۔ چوتھا مرتبہ: دل کو ماسوی اللہ سے خالی اور پاک رکھنا۔ اس تفصیل کے مطابق حدیث میں شطر الایمان سے مراد ''تخلیہ'' ہے اور وہ اس اعتبار سے نصف ایمان ہے۔ (۹) غرض جو بھی مراد لیا جائے، خواہ شطر کو جز کے معنی میں لیا جائے یا نصف کے معنی میں بہر حال طہارت کو ایمان کے ساتھ لزوم کا تعلق ہے، ایمان ہر حال میں طہارت اک تقاضہ کرتا ہے۔

طہارت باطن: علمائے کرام نے تحریر فرمایا ہے کہ طہارت تمام مراتب طہارت میں نصفِ عمل کا مقام رکھتی ہے،

کیوں کہ اعمال باطن سے مقصود اللہ کی عظمت وجلال کا منکشف ہونا ہے اور یہ اس وقت تک نہیں ہوسکتا ہے جب تک باطن سے ماسوی اللہ نکل نہ جائے، طہارت قلب یعنی اخلاق حمیدہ کا حصول اس وقت تک نہیں ہوسکتا ہے جب تک دل کو اخلاق ذمیمہ اور قابل نفرت رذائل سے پاک نہ کیا جائے، اسی طرح جوارح کو اس وقت تک طاعت سے مزین نہیں کیا جاسکتا جب تک گناہوں سے نہ بچا جائے، یہی حال ظاہر کا ہے کہ ظاہری طہارت اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتی ہے جب تک کہ احداث سے پاکی حاصل نہ کی جائے، یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ تمام مراتب طہارت میں اصل باطن کی طہارت ہے لیکن اس کا حصول بھی ظاہری طہارت پر موقوف ہے۔(۱۰)

اہتمام طہارت: اسلام میں ظاہری طہارت کا بھی نہایت ہی اہتمام کیا گیا ہے، بیداری سے لے کر سونے تک، بیت الخلا سے مسجد و بیت اللہ تک، دن بھر میں پانچ مرتبہ وضو، نیز غسل وتیمّم وغیرہ کے ذریعہ ظاہری و باطنی دونوں طرح کی طہارت کا اہتمام کی گیا ہے، قضائے حاجت انسان کی فطری ضرورت ہے، اس ضرورت کو کیسے پورا کیا جائے اس کی رہنمائی بھی موجود ہے، سنن ابی داؤد میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: ”أن النبي صلى الله عليه وسلم إذا ذهب المذهب أبعد“. (۱۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: ”إذاأراد البراز انطلق حتى لا يراه أحد“. (۱۲) خلاصہ دونوں روایتوں کا یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت کے لیے تشریف لے جاتے تو اتنے دور جاتے کہ لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہوجاتے۔ پیشاب کرتے وقت نرم اور نشیبی جگہ دیکھ کر وہاں کرنے کا حکم ہے تاکہ پیشاب کی چھینٹیں اڑ کر کپڑوں اور بدن پر نہ پڑھیں، حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:” إذا أراد أحدكم البول فليرتد لبوله موضعا“. (۱۳) یعنی جب تم میں کوئی پیشاب کرنے کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ پیشاب کے لیے (نرم اور نشیبی) جگہ تلاش کرے۔ قضائے حاجت کے لیے جانے سے قبل دعا تعلیم دی گئی ہے تاکہ شیاطین و جنات کے شرور سے حفاظت میں رہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی قضائے حاجت کے لیے جائے تو یہ دعا پڑھے:” اللهم إني أعوذبك من الخبث والخبائث“.

(۱۴) اے اللہ! میں ہر طرح کے شیاطین (مذکر و مؤنث کے شر) سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:” ستر ما بين الجن و عورات بني آدم إذا دخل الخلا أن يقول: بسم الله“. (۱۵) یعنی جب تم میں سے کوئی بیت الخلا میں داخل ہونے اک ارادہ کرے تو بسم اللہ پڑھے، یہ بنو آدم کی شرمگاہ اور جنات کے درمیان پردہ اور حائل ہوجائے گا۔ علمائے کرام نے ان دونوں روایات کے درماین جمع کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ قضائے حاجت کے لیے جانے والا ان دونوں دعاؤں کو ملا کر یوں پڑھے:” بسم الله، اللهم إني أعوذبك من الخبث والخبائث“. (۱۶)

بیت الخلا جانے سے قبل دعا تعلیم دینے کی حکمت یہ ہے وہ نجاست اور گندگی کی جگہ ہوتی ہے، پھر جا کر ذکر اللہ میں انقطاع آجاتا ہے، کشف عورت کی نوبت آجاتی ہے اور بول وبراز وغیرہ نجاستوں کا خروج ہوتا ہے تو ایسے میں شیاطین اور جنات جنھوں نے اپنا مسکن ان جگہوں کو بنایا ہوتا ہے وہ وہاں جانت والے انسان کو نقصان پہچانے کی کوشش کرتے ہیں، لہذا ان کے شر سے حفاظت کے لیے دعا بتلائی گئی ہے۔

اسی طرح ایک مسلمان جب نیند سے بیدار ہوتا ہے اور اپنی طبعی ضرورت پوری کے تحت اس کو پانی استعمال کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تو اس کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ ہاتھ دھوئے بغیر پانی کے برتن میں نہ ڈالے، چناں چہ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:'' إذا استيقظ أحدكم من نومه فليغسل يده قبل أن يدخل في وضوئه؛ فإن أحدكم لا يدري أين باتت يده ''. (۱۷) یعنی جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے بیدار ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وضو کے اپنی کے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے قبل اپنا ہاتھ دھو لے؛ اس لیے کہ اسے معلوم نہیں کہ نیند کی حالت میں اس کے ہاتھ نے کہاں رات گذاری ہے۔ شراح حدیث نے لکھا ہے کہ نیند کی حالت میں یہ ممکن ہے کہ آدمی کا ہاتھ اس کی شرمگاہ سے مس ہوا ہو اور اس پر نجاست کے اجزا لگ گئے ہوں، یا رات نیند کی حالت میں احتلام ہو گیا ہو جائے اور ہاتھ پر منی لگ گئی ہو، یا وظیفہ زوجیت کی ادائیگی کے وقت کچھ نجاست لگ گئی ہو، یا جسم کے کسی حصہ میں زخم ہو اور اس سے خون رس رہا ہو، یا کوئی دانہ وغیرہ نکل ہو اور اس سے پیپ یا نجس مادہ نکل رہا ہو اور وہ ہاتھ پر لگ گیا ہو، غرض اگر نجاست یقینی طور سے لگ گئی ہو تو پھر ہاتھ کا پانی کے برتن میں داخل کرنے سے قبل دہونا واجب ہے اور اگر نجاست کا لگنا یقینی نہ ہو صرف شک ہو تو پھر ہاتھوں کا برتن میں ڈالنے سے پہلے دھونا مسنون ہے، اور اگر یہ یقین ہے کہ کوئی نجاست نہیں لگی تو پھر دھونا مستحب ہے۔ (۱۸)

مشرکین مکہ اس بات پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تنقید کرتے اور طعنہ دیا کرتے تھے کی کہ آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ کو قضائے حاجت کے متعلق باتوں کی بھی تعلیم دیتے ہیں، چناں چہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی طعنہ کے جواب میں فرمایا کہ جی ہاں! (یہ شرم کی نہیں، بلکہ یہ ضروت کی چیز ہے)، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ بھی بتلایا ہے کہ ہم قضائے حاجت کے وقت قبلہ رخ نہ ہوا کریں اور ہمیں دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے سے منع کیا ہے اور اس بات سے بھی منع کیا ہے کہ ہم ہڈی یا گوبر سے استنجا کریں اور ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ہم تین پتھروں سے استنجا کریں۔ (۱۹)

ان امور کو ذکر کرنے کا مقصد صرف اسلام کے نظام طہارت ونظافت کی ایک جھلک دکھانا ہے، ورنہ اسلام نے تو اپنے ماننے والوں کو زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق مکمل رہنمائی فراہم کی ہے، اور اسلام سارا کہ سارا پاکیزگی اور طہارت ہی سے مرکب ہے، (۲۰) ضرورت اس امر کی ہے کہ ثقہ علما سے اسلامی تعلیمات سیکھ کر ان پر عمل کیا جائے تاکہ دنیا میں پاکیزگی وکامیابی کے ساتھ آخرت کی ہمیشہ کی کامرانی مقدر بن جائے۔

حواشی

(۱) البقرہ: ۲۲۲. (۲) التوبة: ۱۰۸. (۳) باب العشرون من شعب الإيمان [وهو باب] الطهارات، فصل الوضوء: ۳/۱۸، ۱۹. (۴) **القاموس الوحید کامل، ص: ۱۰۱۷، ادارہ اسلامیات کراچی۔ و عمدۃ الفقہ، مولانا سید زوار حسین شاہ: ۹۹/۱، زوار اکیڈمی کراچی۔** (۵) الفقه الإسلامي وأدلته للزحيلي: ۲۰۱/۱، دار الفكر بيروت. (۶) الاحزاب: ۳۳. دیکھیے: نفحات التنقيح في شرح مشكاة المصابيح: ۲/۲. (۷) رواه مسلم في صحيحه في الطهارة، باب فضل الوضوء، برقم: ۲۲۳. (۸) نفحات التنقيح في شرح مشكاة المصابيح: ۳/۲. (۹) إحياء علوم الدين، كتاب أسرار الطهارة، ص: ۱۶۰. (۱۰) إحياء علوم الدين، كتاب أسرار الطهارة، ص: ۱۶۰،۱۶۱. ومفتاح السعادة ومصباح السيادة في موضوعات العلوم: ۲۵/۳، ۲۶.

(۱۱) رواه أبو داود في سننه في الطهارة ، باب التخلي عند قضاء الحاجة، رقم الحديث: ۱.

(۱۲) رواه أبو داود في سننه في الطهارة ، باب التخلي عند قضاء الحاجة، رقم الحديث: ۲.

(۱۳) رواه أبو داود في سننه في الطهارة ، باب الرجل يتبوأ لبوله، رقم الحديث: ۳.

(۱۴) رواه البخاري في صحيحه في الوضوء، باب ما يقول عند الخلاء، رقم الحديث: ۱۴۲. ومسلم في صحيحه في الحيض، باب ما يقول إذا أراد دخول الخلاء، رقم الحديث: ۳۷۵.

(۱۵) رواه ابن ماجه في سننه في الطهارة، باب ما يقول الرجل إذا دخل بيت الخلاء، رقم الحديث: ۲۹۷. (۱۶) المجموع شرح المهذب، باب الاستطابة: ۷۴/۲.

(۱۷) رواه البخاري في صحيحه في الوضوء، باب الاستجمار وترا، رقم الحديث: ۱۶۲. ومسلم في صحيحه في الطهارة، باب كراهة غمس المتوضى وغيره يدهالمشكوك في نجاستها في الإناء قبل غسلها ثلاثا، رقم الحديث: ۲۷۸. (۱۸) فيض القدير للمناوي: ۳۵۸/۱. (۱۹) رواه مسلم في صحيحه في الطهارة، باب الاستطابة: ۲۶۲. (۲۰) بهجة قلوب الابرار للسعدي: ۱۴/۱.

☆......☆......☆

قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ

نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نبی اکرم شفیع اعظم دکھے دلوں کا سلام لے لو
تمام دنیا کے ہم ستائے کھڑے ہوئے ہیں سلام لے لو

شکستہ کشتی ہے تیز دھارا نظر سے روپوش ہے کنارا
نہیں کوئی ناخدا ہمارا خبر تو عالی مقام لے لو

قدم قدم پہ ہے خوف رہزن زمیں بھی دشمن فلک بھی دشمن
زمانہ ہم سے ہوا ہے بدظن تمہیں محبت سے کام لے لو

کبھی تقاضا وفا کا ہم سے کبھی مذاق جفا ہے ہم سے
تمام دنیا خفا ہے ہم سے خبر تو عالی مقام لے لو

یہ کیسی منزل پہ آ گئے ہیں نہ کوئی اپنا نہ ہم کسی کے
تم اپنے دامن میں آج آقا تمام اپنے غلام لے لو

یہ دل میں ارماں ہے اپنے طیبؔ مزارِ اقدس پہ جا کے اک دن
سناؤں ان کو میں حال دل کا کہوں میں ان سے سلام لے لو

پروفیسر خالد شبیر

نعت

دماغ و دل پہ ہے نعتِ حضور کھلنے کو
کہ ہے دریچۂ کیف و سرور کھلنے کو

فراق و ہجر میں اکثر خیال آئے ہے
دلوں کی بات ہے پیش حضور کھلنے کو

نفس نفس میں انھی کی رچی ہوئی ہے مہک
حریمِ جاں پہ ہے نافہ ضرور کھلنے کو

انھی کے دم سے محبت کو عام ہونا تھا
انھی کے دم سے تھا عیبِ نفور کھلنے کو

درودِ نعت سے کچھ اس طرح لگے مجھ کو
نگاہ و دل پہ ہو جیسے زیور کھلنے کو

حریم جاں پہ جو سایہ وِلا کا ہے میرے
لگے ہے روح پہ میری رمزِ طور کھلنے کو

نوید صبح انھی سے تھی ملتی انساں کو
بشر بشر پہ تھا اک باب نور کھلنے کو

ثنائے شاہ سے محسوس دل کو ہوتا ہے
کہ جیسے قلب پہ ہے جلوۂ طور کھلنے کو

وفورِ شوق جو غالب ہے ان دنوں مجھ پر
رموزِ عشق ہیں تحت الشعور کھلنے کو

ہوا ہے نعت شناسا میرا یہ دل خالدؔ
ہے مجھ پہ بابِ عنایت ضرور کھلنے کو

محمد سلمان قریشی

نعتِ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آخری ہیں نبیؐ خاتمُ المرسلیں اُن پہ اُترا کلام آخری آخری
وہ ہیں خیر الوریٰؐ وہ ہیں بدر الدُجیٰؐ اُن کا جو ہے پیام آخری آخری

شرک و بدعت نے ڈیرے لگائے ہوئے، تھے اندھیرے جہالت کے چھائے ہوئے
ساری اُمت کو بس آپؐ ہی نے دیا رب کی وحدت کا جام آخری آخری

سب رُسومِ کُہن آپؐ نے توڑ دیں اور نکالا غلامی سے انسان کو
دے کے ہم کو مساوات کا اِک سبق دے گئے ہیں نظام آخری آخری

لوٹے معراج سے جب میرے مصطفیٰؐ اور اقصیٰ میں تھے منتظر انبیاء
بن گئے مقتدی سب کے سب انبیاء جب ہوئے آپؐ امام آخری آخری

آخری خطبے میں خود نبیؐ نے کہا تم پہ تکمیلِ دینِ مُبیں ہو چکی
کام رب نے جو سونپا تھا لوگو! مجھے کر چلا وہ میں کام آخری آخری

خود کریں تزکیہ اُنؓ کا میرے نبیؐ دولتِ علم و حکمت اُنہیؐ سے ملی
ہے رضا جن کو حاصل خُدا کی میرے وہ صحابہ کرامؓ آخری آخری

مال صدیقؓ نے گھر کا سارا دیا اِس عمل سے ہوا اُن سے راضی خُدا
اس کے بدلے میں رَبُّ العلیٰ عرش سے بھیجیں اپنا سلام آخری آخری

پہلے صدیقؓ کو ہے خِلافت ملی پھر عمرؓ اور غنیؓ اور حضرت علیؓ
ابوسفیانؓ کے بیٹے کو خود ہی حسنؓ دے گئے ہیں زمام آخری آخری

روح بے چین تھی، دل تڑپنے لگا سبز گُنبد کو سلمانؔ تکنے لگا
وقتِ رُخصت لگی آنسوؤں کی جھڑی جب تھی طیبہ میں شام آخری آخری

محمد سلمان قریشی

منقبت در مدحِ سیدنا ابوبکرِ صدیق رضی اللہ عنہ

صدق و صفا میں عکسِ نبوت رشدوہدیٰ میں جو تھے کامل
علم کے وہ ہیں بحرِ تموّج حسنِ عمل میں جلوۂ کامل

ذات میں انؓ کی، بات میں انؓ کی، میرے نبیؐ کی ادائیں شامل
جھلکے اُنؓ میں عکسِ نبوتؐ ، انؓ کا چلن طاعت کے قابل

کمر خمیدہ، رنگ سپیدہ، سُتواں چہرہ اور تھیں اُن کی روشن آنکھیں
زہد وتواضع کے وہ پیکر، ذات تھی اُن کی خلقِ مجسم اور اعلیٰ کردار کے حامل

زہدوورع میں، فقروغنا میں، لطف و سخا میں اور حیا میں
اُن کے مشامِ جاں میں شامل میرے نبیؐ کا اُسوۂ کامل

علم کے جھرنے جب وہ بہائیں، نخلِ معانی دل پہ اُگائیں
ان کی فصاحت گلشن گلشن، ان کی بلاغت محفل محفل

ماہِ نبوت کا وہ ستارہ اور ہدایت کا ہیں مینارہ
پیروی انؓ کی بخشے ہدایت ایسے ہیں وہ رہبرِ کامل

تذکرے اُنؓ کے سات گگن میں اور نبیؐ کے غنچہ دہن میں
اُنؓ کی روِش پر چل کر پائیں سارے مسلماں جادۂ منزل

جان بھی اُن کی، مال بھی اُن کا، آقاؐ پہ ہر آن نچھاور
پہلو میں اُن کے قلبِ تپاں ہے، قلبِ تپاں میں جذب ہے شامل

جن کی طہارت کے بارے میں، قرآں کی آیات ہیں لوگو
صدیقؓ کی دُختر عائشہؓ ہیں وہ آقاؐ کی ازواج میں شامل

میرے نبیؐ کے ساتھ میں جس نے، پیش کی جنگوں میں اپنی شجاعت
اس کے خوف سے تھر تھر کانپے، سطوتِ کافر لشکرِ باطل

بعد نبیؐ کے اُن کی خلافت پر ہے پھر اجماعِ اُمت
ساتھ صحابہؓ کے بیعت کو عمرؓ، غنیؓ کے علیؓ ہیں شامل

جس نے خلافت کے خطبے میں، کہا یہ منعم اور گدا سے
میری نظر میں سب ہیں برابر، وہ تھے خلیفۂ راشد و عادل

جھوٹے مدعیانِ نبی کو، ہر اِک مُفسد اور شقی کو
تیغِ بُراں سے اُس نے مٹایا آیا اُنؓ کے جو بھی مقابل

جب اے سلماںؔ مدح سرا ہو محفل میں صدیقؓ کی شاں میں
تجھ پر ایسا کیف ہو طاری جیسے خدا ہو کرم پہ مائل

مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ
(دوسری قسط)

وحدتِ اُمّت

ایک اہم ارشاد

استاذ الاساتذہ سیدی حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ سابق صدر مدرس دارالعلوم دیو بند نے ایک مرتبہ فرمایا کہ اجتہادی مسائل اوران کے اختلاف جن میں ہم اور عام اہلِ علم اُلجھتے رہتے ہیں اور علم کا پورا زور اس پر خرچ کرتے ہیں‘ ان میں صحیح وغلط کا فیصلہ دنیا میں تو کیا ہوتا‘ میرا گمان تو یہ ہے کہ محشر میں بھی اس کا اعلان نہیں ہوگا۔ کیونکہ ربّ کریم نے جب دُنیا میں کسی امام مجتہد کو باوجود خطا ہونے کے ایک اجر وثواب سے نوازا ہے اور ان کی خطا پر پردہ ڈالا ہے تو اس کریم الکرماء کی رحمت سے بہت بعید ہے کہ وہ محشر میں اپنے ان مقبولانِ بارگاہ میں سے کسی کی خطا کا اعلان کر کے اس کو رسوا کریں۔

اس کا حاصل یہ ہے کہ جن مسائل میں صحابہؓ وتابعینؒ اور ائمہ مجتہدینؒ کا نظری اختلاف ہوا ہے‘ ان کا قطعی فیصلہ نہ یہاں ہوگا نہ آخرت میں‘ کیونکہ عمل کرنے والوں کے لیے ان میں سے ہر ایک کی رائے پر اپنی ترجیح کے مطابق عمل کر لینا جائز قرار دے دیا گیا ہے۔ اور جس نے اس کے مطابق عمل کر لیا وہ فرض سے سبکدوش ہو گیا۔ اس کو بہ اجماعِ اُمت تارکِ فرض نہیں کہا جا سکتا۔ ان مسائل میں کوئی عالم کتنی ہی تحقیقات کرے‘ یہ ممکن نہیں ہے کہ اس کی تحقیق کو یقینی حق وصواب کہا جائے اور اس کے مقابل کو باطل قرار دیا جائے۔ امام حدیث حافظ شمس الدین ذہبیؒ نے فرمایا ہے کہ جس مسئلہ میں صحابہؓ و تابعینؒ کا اختلاف ہو گیا وہ اختلاف قیامت تک مٹایا نہیں جا سکتا‘ کیونکہ اس کے مٹانے کی ایک ہی صورت ہے کہ ان میں سے ایک گروہ کو قطعی طور پر حق پر اور دوسرے کو یقینی طور پر باطل پر قرار دیا جائے‘ اور یہ ممکن نہیں ہے۔

ائمہ مجتہدین کے اختلاف میں کوئی جانب منکر نہیں ہوتی

مذکورۃ الصدر تصریحات سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جس مسئلہ میں صحابہؓ وتابعینؒ اور ائمہ مجتہدینؒ کا اختلاف ہؤا اس کی کوئی جانب شرعی حیثیت سے منکر نہیں کہلائے گی‘ کیونکہ دونوں آراء کی بنیاد قرآن وسنت اور ان کے مسلّمہ اصول پر ہے۔ اس لیے دونوں جانبین داخل معروف ہیں‘ زیادہ سے زیادہ ایک کو راجح اور دوسرے کو مرجوح کہا جا سکتا ہے۔ اس لیے ان مسائلِ مجتہد فیہا میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ بھی کسی پر عائد نہیں ہوتا‘ بلکہ غیر منکر پر نکیر کرنا خود ایک منکر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سلف صالحین کا بے شمار مسائل میں جواز وعدم جواز اور حرمت وحلت کا اختلاف ہونے کے باوجود کہیں منقول نہیں کہ ان میں سے ایک دوسرے پر اس طرح نکیر کرتا ہو جیسے منکرات پر کی جاتی ہے‘ یا ایک دوسرے کو یا اس کے متبعین کو گمراہی یا فسق وفجور کی طرف منسوب کرتا ہؤ یا اس کو ترکِ وظیفہ یا ارتکابِ حرام کا مجرم قرار دیتا ہو۔ حافظ ابن عبدالبرؒ نے امام شافعیؒ کا جو قول نقل کیا ہے‘ وہ بھی اس پر شاہد ہے۔ جس میں فرمایا ہے کہ ایک مجتہد کو دوسرے مجتہد کا تخطیہ یعنی اس کو خطاوار مجرم کہنا جائز نہیں۔

شرائطِ اجتہاد

حضرت امام شافعیؒ نے جہاں مجتہدین کے آپس میں ایک دوسرے کے تخطیہ کو نادرست قرار دیا ہے وہیں اس کی

معقول وجہ اور ایک شرط کا بھی ذکر کیا ہے۔ ان کی عبارت کا متن یہ ہے:

وفی ھٰذا من قول الشافعی دلیل علٰی ترک تخطئة المجتھدین بعضھم لبعضٍ، اذ کلّ واحد منھم قد ادّی ما کلف باجتھادہٖ اذا کان ممن اجتمعت فیه آلة القیاس و کان ممّن لهٗ ان یجتھد و یقیس (۸)

''امام شافعیؒ کے کلام میں اس کی دلیل موجود ہے کہ کوئی مجتہد دوسرے مجتہد کو خطاوار نہ قرار دے' کیونکہ ان میں سے ہر ایک نے وہ فرض ادا کر دیا جو اس کے ذمہ تھا۔ یعنی اس کے اجتہاد اور قیاس کے شرائط موجود ہوں اور اہل اجتہاد کے نزدیک اس کو اجتہاد و قیاس کا حق حاصل ہو۔''

اس سے معلوم ہوا کہ دو مختلف آراء کا یہ احترام کہ ان میں سے کسی کو منکر نہ کہا جائے اور اس کے کہنے ماننے والوں کو خطا وار نہ کہا جائے' یہ صرف اس صورت میں ہے کہ اجتہاد صحیح اس کی شرائط کے مطابق ہو۔ آج کل کا سا جاہلانہ اجتہاد نہ ہو کہ جس کو عربی زبان بھی پوری نہیں آتی اور قرآن و حدیث سے اس کا رابطہ کبھی نہیں رہا' اردو اور انگریزی ترجموں کے سہارے قرآن و حدیث پر مشق شروع کر دی۔ ایسا اجتہاد خود ایک گناہِ عظیم ہے اور اس سے پیدا ہونے والی رائے دوسرا گناہ اور گمراہی اور خلاف و شقاق ہے جس پر نکیر واجب ہے۔

سنت و بدعت کی کشمکش میں صحیح طرزِ عمل

ہمارے معاشرے میں مذہب کے نام پر ایک اختلاف وہ بھی ہے جو بدعت و سنت کے عنوان سے پیدا ہوا کہ بہت سے لوگوں نے قرآن و سنت کی تعبیر میں اصولِ صحیحہ کو چھوڑ کر ذاتی آراء کو امام بنا لیا اور نئے نئے مسائل پیدا کر دیے۔ اس قسم کے اختلافات بلاشبہ وہ تفرق و افتراق ہیں جن سے قرآن و سنت میں مسلمانوں کو ڈرایا گیا ہے۔ ان کے ختم یا کم کرنے کی کوشش بلاشبہ مفید ہے' لیکن قرآن کریم نے اس کا بھی ایک خاص طریق بتلایا ہے جس کے ذریعے تفرق کی خلیج کم ہوتی چلی جائے' بڑھنے نہ پائے۔ یہ وہی اصولِ دعوت الی الخیر ہیں جن میں سب سے پہلے حکمت و تدبیر' پھر خیر خواہی و ہمدردی اور نرم قابلِ قبول عنوان سے قرآن کریم کے صحیح مفہوم کی طرف بلانا ہے' اور آخر میں ''**مجادلة بالتی ھی احسن**''، یعنی حجت و دلیل کے ساتھ افہام و تفہیم کی کوشش ہے۔ مگر افسوس کہ آج کل عام اہل علم اور مصلحین نے ان اصولوں کو نظر انداز کر دیا' صرف جدال میں اور وہ بھی غیر مشروط انداز سے مشغول ہو گئے کہ اپنے حریف کا استہزاء' تمسخر اور اس کو زیر کرنے کے لیے جھوٹے' سچے' جائز و ناجائز حربے استعمال کرنا اختیار کر لیا' جس کے نتیجہ میں جنگ و جدال کا بازار تو گرم ہو گیا مگر اصلاحِ خلق کا کوئی پہلو نہ نکلا۔

افتراقِ اُمت کے اسباب

میں نے اس تمہیدی گزارش کو اتنا طول دینا اور اتنی تفصیل سے بیان کرنا اس لیے گوارا کیا کہ مسلمانوں کے طبقات اہل دین و اصلاح اور دینی خدمات انجام دینے والوں کے مابین جو تفرقہ آج پایا جاتا ہے وہ عموماً انہی حقائق کو نظر انداز کرنے کا نتیجہ ہے۔

اب میں ان اسباب وعوامل کو پیش کرتا ہوں جو میرے غور وفکر کی حد تک مسلمانوں میں باہمی آویزش اور شقاق وجدال کا سبب بنے ہوئے ہیں' اور افسوس اس کا ہے کہ اس کو خدمتِ دین سمجھ کر اختیار کیا جاتا ہے۔

غُـلُـو: میرے نزدیک اس جنگ وجدل کا ایک بہت بڑا سبب فروعی اور اجتہادی مسائل میں تحزب وتعصب اور اپنی اختیار کردہ راہِ عمل کے خلاف کو عملاً باطل اور گناہ قرار دینا' اور اس پر عمل کرنے والوں کے ساتھ ایسا معاملہ کرنا ہے جو اہلِ باطل اور گمراہوں کے ساتھ کرنا چاہیے تھا۔ اس پر تمام اُمت کا اتفاق بھی ہے اور عقلاً اس کے سوا کوئی صورت بھی دین پر عمل کرنے کی نہیں ہے کہ جو لوگ خود درجہ اجتہاد کا نہیں رکھتے' وہ اجتہادی مسائل میں کسی امام مجتہد کا اتباع کریں' اور جن لوگوں نے اپنے نفس کو آزادی اور ہوا پرستی سے روکنے کے لیے دینی مصلحت سمجھ کر کسی ایک امام مجتہد کا اتباع اختیار کرلیا ہے' وہ قدرتی طور پر ایک جماعت بن جاتی ہے۔ اسی طرح دوسرے مجتہد کا اتباع کرنے والے ایک دوسری جماعت کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ اگر جماعت بندی مثبت انداز میں صرف اجتہادی مسائل کی حد تک' اپنی تعلیمی اور عملی آسانیوں کے لیے ہو' تو نہ اس میں کوئی مضائقہ ہے' نہ کوئی تفرقہ اور نہ ملت کے لیے اس میں مضرت۔

مضرت رساں اور تباہ کن ایک تو اس کا منفی پہلو یہ ہے کہ اپنی رائے اور اختیار سے اختلاف رکھنے والوں کے ساتھ جنگ و جدل اور دوسرے ان فروعی مسائل کی بحثوں میں غلو کہ سارا علم وتحقیق کا زور اور بحث وتمحیص کی طاقت اور عمر کے اوقاتِ عزیز انہی بحثوں کی نذر ہو جائیں۔ اگرچہ ایمان واسلام کے بنیادی اور قطعی اجماعی مسائل مجروح ہو رہے ہیں' کفر والحاد دنیا میں پھیل رہا ہے' سب سے صرفِ نظر کر کے ہمارا علمی مشغلہ یہی فروعی بحثیں بنی رہیں' جن کے متعلق مذکورۃ الصدر تفصیل میں ابھی آپ معلوم کر چکے ہیں کہ ان میں ہزار تحقیقات کے بعد بھی بات اس سے آگے نہیں بڑھتی کہ یہ راجح ہے اور اس کے خلاف مرجوح' اور اس راجح مرجوح کا بھی یقینی فیصلہ نہ دنیا میں ہو سکتا ہے' نہ برزخ میں ان کا سوال ہوگا' نہ محشر میں اس راجح مرجوح کا اعلان ہوگا۔

اسی طرح نہ ان مسائل میں اختلاف رکھنے والوں پر نکیر کرنا درست ہے' نہ ان کو خطاکار مجرم ٹھہرانا صحیح ہے۔ اس وقت ہماری قوم کا برگزیدہ ترین طبقہ علماء وفقہاء کا' خصوصاً جو تعلیم وتصنیف میں مشغول ہیں' ان کی شبانہ روز مشغولیت کا جائزہ لیا جائے تو بیشتر حضرات کی علمی تحقیقات اور سعی وعمل کی ساری توانائی انہی فروعی بحثوں میں محدود نظر آئے گی۔

لمحہ فکریہ

ان میں بعض حضرات کا غلو تو یہاں تک بڑھا ہوا ہے کہ اپنے سے مختلف رائے رکھنے والوں کی نماز کو فاسد اور اُن کو تارکِ قرآن سمجھ کر اپنے مخصوص مسلک کی اس طرح دعوت دیتے ہیں جیسے کسی منکرِ اسلام کو اسلام کی دعوت دی جارہی ہو' اور اسی کو دین کی سب سے بڑی خدمت سمجھے ہوئے ہیں۔

معلوم نہیں کہ یہ حضرات اسلام کی بنیادوں پر چاروں طرف سے حملہ آور طوفانوں سے باخبر نہیں یا جان بوجھ کر اغماض کرتے ہیں! اس وقت جبکہ ایک طرف تو کھلے ہوئے کفر' عیسائیت اور کمیونزم نے پورے اسلامی ممالک اور اسلامی حلقوں پر گھیرا ڈالا ہوا ہے' اور یہ دونوں کفر طوفانی رفتار کے ساتھ اسلامی ممالک میں پھیل رہے ہیں' صرف پاکستان میں ہزاروں کی تعداد ہر سال مرتد ہو جاتی ہے۔ دوسری طرف کفر' نفاق اور الحاد خود اسلام کا نام لینے والوں میں کہیں قادیانیت

اور مرزائیت کے لباس میں، کہیں پرویزیت اور انکارِ حدیث کے عنوان سے، کہیں مغرب سے لائی ہوئی اباحیت اور تمام محرماتِ شرعیہ کو حلال کرنے کے طریقوں سے ہمارے ایمان پر ڈاکہ ڈال رہے ہیں۔ اور یہ الحاد کفر و نفاق پہلے کفر سے اس لیے زیادہ خطرناک ہے کہ اسلام اور قرآن کے عنوان کے ساتھ آتا ہے، جن کے دام میں سیدھے سادھے جاہل عوام کا تو ذکر ہی کیا ہے، ہمارے نو تعلیم یافتہ نوجوان بہ کثرت اس لیے آجاتے ہیں کہ نئی تعلیم اور نئی معاشرت نے ان کو دینی تعلیم اور اسلامی اصولوں سے اتنا دور پھینک دیا ہے کہ وہ مادی علوم وفنون کے ماہر کہلانے کے باوجود مذہب اور دین کی ابتدائی معلومات سے بھی محروم کر دیے گئے ہیں۔ اور کھلے اور چھپے کفر کی ان ساری اقسام سے بھی اگر کچھ خوش نصیب مسلمان بچ جائیں تو فحاشی، عریانی، ننگے ناچ، رقص وسرود کی محفلوں، گھر گھر ریڈیو (اور ٹی وی) کے ذریعہ فلمی گانوں اور سینماؤں کی زہریلی فضاؤں سے کون ہے جو بچ نکلے!

اسلام اور قرآن کا نام لینے والے مسلمان آج سارے جرائم اور بداخلاقیوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ ہمارے بازار جھوٹ، فریب، سود، قمار سے بھرے ہوئے ہیں، اور ان کے چلانے والے کوئی یہودی نہیں، ہندو بنیے نہیں بلکہ اسلام کے نام لیوا ہیں۔ ہمارے سرکاری محکمے رشوت، ظلم وجور، کام چوری، بے رحمی اور سخت دلی کی تربیت گاہیں بنے ہوئے ہیں، اور ان کے کارفرما بھی نہ انگریز ہیں، نہ ہندو..... محمد مصطفی ﷺ کے نام لینے والے اور روزِ آخر پر ایمان کا دعویٰ رکھنے والے ہیں۔ ہمارے عوام علمِ دین سے کورے، جہالتوں میں ڈوبے ہوئے، دین کے فرائض وواجبات سے بے گانہ، مشرکانہ رسموں اور کھیل تماشوں کے دلدادہ ہیں ؎

اے بسرا پردۂ یثرب بخواب
خیز! کہ شد مشرق و مغرب خراب!

ان حالات میں کیا ہم پر یہ واجب نہیں کہ ہم غور وفکر سے کام لیں اور سوچیں کہ اس وقت ہمارے آقا رسول کریم ﷺ کا مطالبہ اور توقع اہلِ علم سے کیا ہوگی؟ اور اگر محشر میں آپ ﷺ نے ہم سے سوال کر لیا کہ میرے دین اور شریعت پر اس طرح کے حملے ہو رہے تھے، میری اُمت اس بدحالی میں مبتلا تھی، تم وراثتِ نبوت کے دعوے دار کہاں تھے؟ تم نے اس وراثت کا کیا حق ادا کیا؟ تو کیا ہمارا یہ جواب کافی ہو جائے گا کہ ہم نے رفع یدین کے مسئلے پر ایک کتاب لکھی تھی، یا کچھ طلبہ کو شرح جامی کی بحث حاصل ومحصول خوب سمجھائی تھی، یا حدیث میں آنے والے اجتہادی مسائل پر بڑی دلچسپ تقریریں کی تھیں، یا صحافیانہ زورِ قلم اور فقرہ بازی کے ذریعہ دوسرے علماء وفضلاء کو خوب ذلیل کیا تھا۔

فروعی اور اجتہادی مسائل میں بحث وتمحیص کوئی مذموم چیز نہیں، اگر وہ اپنی حد کے اندر، اخلاص سے، اللہ کے لیے ہوتی، لیکن جہاں ہم یہ دیکھ رہے ہوں کہ اسلام وایمان کی بنیادیں متزلزل کر دینے والے فتنوں کی خبر ہم سنتے ہیں، اللہ ورسول ﷺ کے احکام کی خلاف ورزی بلکہ استہزاء وتمسخر اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور کانوں سے سنتے ہیں، مگر ہمارے کان پر جوں تک نہیں رینگتی، تو اس کی کیا توقع کی جاسکتی ہے کہ یہ فروعی بحثیں ہم اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لیے کر رہے ہیں؟ اگر ان میں کچھ للّٰہیت اور اخلاص ہوتا تو ہم ان حالات کے تحت اسلام اور دین کے تقاضوں کو پہچانتے اور فروع سے زیادہ اصولِ اسلام کی حفاظت میں

لگے ہوتے۔ ہم نے تو گویا علمی اور دینی خدمات کوانہی فروعی مباحث میں منحصر کر رکھا ہے اور سعی وعمل کی پوری توانائی اسی پر لگا رکھی ہے' اسلام کے اصولی اور بنیادی مسائل اور ایمان کی سرحدوں کو دشمنوں کی یلغار کے لیے خالی چھوڑ دیا ہے۔ لڑنا کس محاذ پر چاہیے تھا اور ہم نے طاقت کس محاذ پر لگا دی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! یہ تو تحزب وتعصب کے غلو کا نتیجہ ہے۔

اسی کے ساتھ دوسری بھاری غلطی ان اجتہادی مسائل میں اختلاف کے حدود کو توڑ کر تفرق وتشتت' جنگ وجدل اور ایک دوسرے کے ساتھ تمسخر واستہزاء تک پہنچ جانا ہے جو کسی شریعت وملت میں روا نہیں' اور افسوس ہے کہ یہ سب کچھ خدمت علم دین کے نام پر کیا جاتا ہے۔ اور جب یہ معاملہ ان علماء کے متبعین عوام تک پہنچتا ہے تو وہ اس لڑائی کو ایک جہاد قرار دے کر لڑتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ جس قوم کا جہاد خود اپنے ہی دست وبازو سے ہونے لگے اس کو کسی غنیم کی مدافعت اور کفر و الحاد کے ساتھ جنگ کی فرصت کہاں!

قرآن وحدیث میں اسی تجاوز عن الحدود کا نام تفرق ہے جو جائز اختلافِ رائے سے الگ ایک چیز ہے۔ قرآن مجید میں ایک جگہ ارشاد ہے: ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا صـ﴾(آل عمران:۱۰۳)۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک وصیت کا ذکر ہے جو تمام انبیاءِ سابقین کو کی گئی ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں: ﴿اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ط﴾(الشوریٰ:۱۳)۔ امام تفسیر ابوالعالیہؒ نے فرمایا کہ اقامتِ دین سے مراد اخلاص ہے' اور لَا تَتَفَرَّقُوْا کا مطلب یہ ہے کہ آپس میں عداوت نہ کرو' بھائی بھائی بن کر رہو۔

اس وصیت کے بعد قرآن میں بنی اسرائیل کے تفرق کا بیان کر کے اہل اسلام کو متنبہ کیا گیا ہے کہ وہ ان کے طریقہ پر نہ جائیں۔ اس میں ارشاد ہے: ﴿وَمَا تَفَرَّقُوْآ اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ط﴾(الشوریٰ:۱۴)۔ حضرت ابوالعالیہؒ نے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ بَغْيًا بَيْنَهُمْ میں اشارہ ہے کہ ایسے اختلاف کا عداوت اور جنگ وجدل تک پہنچنا کبھی دین کے سبب سے نہیں ہوتا' بلکہ بغیا علی الدنیا وملکھا وزخرفھا وزینتھا وسلطانھا (۹) یعنی یہ عداوت' جب بھی غور کرو تو اس کا سبب دنیا' حبّ مال یا حبّ جاہ ہوتا ہے' جس کو نفس و شیطان خدمتِ دین کا عنوان دے کر مزین کر دیتا ہے' ورنہ اس طرح کے مسائل میں اختلافِ رائے کی حد وہی ہے جو پہلے بیان ہو چکی ہے' کہ مثبت طور پر اپنے عمل کے لیے ایک جانب کو اصلح سمجھ کر اختیار کر لیں اور اس سے مختلف مسلک رکھنے والوں سے لڑتے نہ پھریں۔ جس طرح دنیا میں انسان جب بیمار ہوتا ہے' اپنے معالجہ کے لیے کسی ایک حکیم یا ڈاکٹر کا انتخاب کر کے صرف اسی کے قول پر بھروسہ کرتا ہے اور اسی کی ہدایات پر عمل کرتا ہے' مگر دوسرے ڈاکٹروں کو برا بھلا کہتا نہیں پھرتا۔ آپ کسی ایک شخص کو وکیل بنا کر اپنا مقدمہ اس کے سپرد کر دیتے ہیں' مگر دوسرے وکلاء سے لڑتے نہیں پھرتے۔ اجتہادی اور مختلف فیہ مسائل میں بھی ٹھیک یہی آپ کا طرزِ عمل ہونا چاہیے۔

جماعتوں کا غلو

ہماری دینی جماعتیں جو تعلیم دین' یا ارشاد وتلقین' یا دعوت وتبلیغ اور اصلاحِ معاشرہ کے لیے قائم ہیں اور اپنی اپنی جگہ مفید خدمات بھی انجام دے رہی ہیں ان میں بہت سے علماء وصلحاء اور مخلصین کام کر رہے ہیں۔ اگر یہی متحد ہو کر تقسیم کار

کے ذریعہ دین میں پیدا ہونے والے تمام رخنوں کے انسداد کی فکر اور امکانی حد تک باہم تعاون کرنے لگیں' اور اقامت دین کے مشترک مقصد کی خاطر ہر جماعت دوسری کو اپنا دست و بازو سمجھے اور دوسروں کے کام کی ایسی ہی قدر کریں جیسی اپنے کام کی کرتے ہیں' تو یہ مختلف جماعتیں اپنے اپنے نظام میں الگ رہتے ہوئے بھی اسلام کی ایک عظیم الشان طاقت بن سکتی ہیں اور ایک عمل کے ذریعے اکثر دینی ضرورتوں کو پورا کرسکتی ہیں۔

مگر عموماً یہ ہورہا ہے کہ ہر جماعت نے جو اپنے سعی و عمل کا ایک دائرہ اور نظامِ عمل بنایا ہے' عملی طور پر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدمتِ دین کو اسی میں منحصر سمجھ رہے ہیں' گو زبان سے نہ کہیں۔ دوسری جماعتوں سے اگر جنگ و جدل بھی نہیں تو بے قدری ضرور دیکھی جاتی ہے۔ اس کے نتیجہ میں ان جماعتوں میں بھی ایک قسم کا تشتت پایا جاتا ہے۔ غور کرنے سے اس کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ مقصد سب کا اگر چہ دین کی اشاعت' حفاظت اور مسلمانوں کی علمی' عملی اور اخلاقی اصلاح ہی ہے' لیکن اس مقصد کے حاصل کرنے کے لیے کسی نے ایک دارالعلوم قائم کر کے تعلیم دین کی اہم خدمت انجام دی' کسی نے ایک تبلیغی جماعت بنا کر رشد و ہدایت کا فرض ادا کیا' کسی نے کوئی انجمن بنا کر احکامِ دین کی نشر و اشاعت کا تحریری انتظام کیا' کسی نے فتویٰ کے ذریعے خلقِ خدا کو ضروری احکام بتانے کے لیے دارالافتاء قائم کیا' کسی نے اسلام کے خلاف ملحدانہ تلبیسات کے جواب کے لیے تصنیفات کا یا ہفتہ واری یا ماہواری رسالہ اخبار کا سلسلہ جاری کیا۔ یہ سب کام اگر چہ صورت میں مختلف ہیں' مگر درحقیقت ایک ہی مقصد کے اجزاء ہیں۔ ان مختلف محاذوں پر جو مختلف جماعتیں کام کریں گی یہ ضرور ہے کہ ہر ایک کا نظامِ عمل مختلف ہوگا' اس لیے ہر جماعت نے بجا طور پر سہولت کے لیے اپنے اپنے مذاق اور ماحول کے مطابق ایک نظامِ عمل اور اس کے اصول و قواعد بنا رکھے ہیں اور ہر جماعت ان کی پابند ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ اصل مقصد تو منصوص' قطعی اور قرآن وسنت سے ثابت ہے' اس سے انحراف کرنا قرآن وسنت کی حدود سے نکلنا ہے' لیکن یہ اپنا بنایا ہوا نظامِ عمل اور اس کے تنظیمی اصول و قواعد نہ منصوص ہیں' نہ ان کا اتباع از روئے شرع ہر ایک کے لیے ضروری ہے' بلکہ جماعت کے ذمہ داروں نے سہولتِ عمل کے لیے ان کو اختیار کرلیا ہے۔ ان میں حسب ضرورت تبدیلیاں وہ خود بھی کرتے رہتے ہیں اور حالات اور ماحول بدلنے پر اس کو چھوڑ کر کوئی دوسرا نظامِ عمل بنالینا بھی کسی کے نزدیک ناجائز یا مکروہ نہیں ہوتا' مگر اس میں علمی غلو تقریباً ہر جماعت میں یہ پایا جاتا ہے کہ اپنے مجوزہ نظامِ عمل کو مقصد منصوص کا درجہ دے دیا گیا۔ جو شخص اس نظامِ عمل میں شریک نہیں اگر چہ مقصد کا کتنا ہی عظیم کام کر رہا ہو' اس کو اپنا بھائی اور اپنا شریکِ کار نہیں سمجھا جاتا' اور اگر کوئی اس نظامِ عمل میں شریک تھا پھر کسی وجہ سے اس میں شریک نہ رہا تو عملاً اسے اصل مقصد اور دین سے منحرف سمجھ لیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ وہی معاملہ کیا جاتا ہے جو دین سے انحراف کرنے والوں کے ساتھ ہونا چاہیے' اگر چہ وہ اصل مقصد یعنی اقامتِ دین کی خدمت پہلے سے بھی زیادہ کرنے لگے۔ اس غلو کے نتیجے میں وہی تحزب و تعصب اور گروہ بندی کی آفتیں اچھے خاصے دیندار لوگوں میں پیدا ہوجاتی ہیں جو جاہلی عصبیتوں میں مبتلا لوگوں میں پائی جاتی ہیں۔

پیغمبرانہ دعوت کو نظر انداز کرنا

ہماری تبلیغ و دعوت اور اصلاحی کوششوں کو بے کار کرنے اور تفرقہ اور جنگ و جدل کی خلیج کو وسیع کرنے میں سب سے

زیادہ دخل اس کو ہے کہ آج کل کے اہلِ زبان اور اہلِ قلم علماء نے عموماً دعوت واصلاح کے پیغمبرانہ طریقوں کو نظر انداز کر کے صحافیانہ زبان اور فقرے چست کرنے ہی کو بات میں وزن پیدا کرنے اور مؤثر بنانے کا ذریعہ سمجھ لیا ہے۔ اور تجربے و مشاہدے سے واضح ہے کہ یہ ایک ایسا منحوس طریقہ ہے کہ اس سے خطا کار یا گمراہ کی اصلاح کی کبھی توقع نہیں رکھی جا سکتی۔ یہ طریقِ کار ان کو ضد اور ہٹ دھرمی پر اور زیادہ مضبوط کر دیتا ہے' اور اصلاح کے بجائے دلوں میں دشمنی کے بیج بوتا ہے اور عداوت کی آگ بھڑکاتا ہے۔ ہاں اپنے ہوا خواہوں اور معتقدین کے لیے کچھ دیر کا سامانِ تفریح ضرور ہو جاتا ہے اور ان کی دادِ سخن دینے سے لکھنے والے بھی کچھ یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ ہم نے دین کی بڑی اچھی خدمت کی ہے۔

لیکن جو لوگ اس مضمون کے مخاطب ہوتے ہیں' ان کے دلوں سے پوچھئے کہ اگر کسی وقت ان کو اس بات کے حق ہونے کا یقین بھی ہو جائے تو یہ فقرہ بازی اور تمسخر واستہزاء کا طریق ان کو حق کی طرف آنے سے مانع نہیں بن جاتا؟ اور انہیں ہمیشہ کے لیے اس داعی کا دشمن نہیں بنا دیتا ہے؟

پیغمبرانہ دعوت کے عناصرِ اربعہ

اس کے بالمقابل اللہ تعالیٰ کے رسولوںؑ اور پیغمبروںؑ کی دعوت کا طریقہ ملاحظہ فرمایا جائے تو اس کے الفاظ سادہ مگر عام فہم انسانی ہمدردی سے لبریز اور نرم ہوتے ہیں۔ وہ مخالفین کی سخت ترین بدکلامی سن کر بھی جواب سادہ اور نرم دیتے ہیں 'فقرے نہیں کستے' دل میں ہمدردی کا جذبہ ہوتا ہے کہ کسی طرح یہ حق بات قبول کر لے۔ اس کے لیے حکمت کے ساتھ تدبیریں کرتے ہیں۔

پیغمبرانہ دعوت کی روح قرآن کے ایک لفظ نذیر سے سمجھی جا سکتی ہے جو ہر پیغمبر کے لیے قرآن کریم میں استعمال ہوا ہے۔

قرآن کریم میں جا بجا ان کو بشیر ونذیر کہا گیا ہے۔ لفظ نذیر کا ترجمہ اردو میں ڈرانے والے کا کیا جاتا ہے' مگر ڈرانے کا لفظ نذیر کا پورا مفہوم ادا نہیں کرتا۔ اردو زبان کی تنگی کی وجہ سے اس ترجمہ کو اختیار کر لیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ڈرانے کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں' چور ڈاکو کا بھی ڈرانا ہے' درندہ اور دشمن کا بھی ڈرانا ہے اور ایک شفیق باپ بھی اپنے بچہ کو سانپ' بچھو' زہر اور آگ سے ڈراتا ہے۔ پہلی قسم نری تخویف ہے نذارت وانذار نہیں۔ چور' ڈاکو یا دشمن اور درندہ کو نذیر نہیں کہا جائے گا' اور دوسری قسم جو مہربان باپ کی طرف سے ہے' وہ ڈرانا شفقت وہمدردی کی بنا پر ہے۔ مضر اور تکلیف دہ چیزوں سے ڈرانے والے کو نذیر کہا جاتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے لیے نذیر کا لفظ استعمال فرما کر ان کی تبلیغ وتعلیم کی روح کی طرف اشارہ کر دیا گیا۔ وہ صرف کوئی پیغام ہی نہیں پہنچاتے' بلکہ حکمت اور ہمدردی اور خیر خواہی سے اس پیغام کو مؤثر بنانے اور مخاطب کو ہلاکت سے بچانے کی پوری تدبیر اور کوشش بھی کرتے ہیں۔

قرآن کریم میں دعوتِ پیغمبرانہ کے جو اصول ایک آیت میں بیان کیے گئے ہیں' وہ گویا اس لفظ نذیر کی شرح ہیں۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ط﴾ (النحل: ۱۲۵) اس میں دعوت الی اللہ کے آداب میں سب سے پہلے بالحکمۃ کو رکھا گیا ہے جس کا مطلب یہ

ہے کہ داعی کا کام صرف ایک پیغام وکلام کو لوگوں کے کانوں میں ڈال دینا نہیں' بلکہ حکمت وتدبیر سے مناسب وقت اور مناسب ماحول دیکھ کر ایسے عنوان سے پہنچانا ہے کہ مخاطب کے لیے قبول کرنا آسان ہوجائے۔

دوسری چیز موعظت ہے جس کے معنی کسی کو ہمدردی وخیرخواہی کے ساتھ نیک کام کی طرف بلانے کے ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ داعی کے لیے ضروری ہے کہ جو کلام کرے ہمدردی اور خیرخواہی کے جذبہ سے کرے۔تیسری چیز موعظت کے ساتھ حسنہ کی قید ہے' اس میں اشارہ عنوان کو نرم اور دلنشیں بنانا ہے۔کیونکہ بعض اوقات خالص ہمدردی وخیرخواہی سے کسی کو اس کی بھلائی کی طرف بلایا جاتا ہے' مگر عنوان اور لب ولہجہ دلخراش ہوتا ہے تو وہ دعوت بھی مؤثر نہیں ہوتی' اس لیے موعظت کے ساتھ حسنہ کی قید——حاصل یہ کہ اس آیت نے دعوتِ پیغمبرانہ کے آداب میں ان تین چیزوں کو ضروری قرار دیا۔اول حکمت وتدبر' اس کام کے لیے دعوت بے کار نہ ہوجائے' مؤثر ہو۔دوسرے ہمدردی وخیرخواہی سے نیک کام کی دعوت۔تیسرے اس دعوت کا عنوان اور لب ولہجہ نرم وقابل قبول ہو۔

آخر میں ایک چوتھی چیز یہ بتلائی گئی کہ اگر دعوت کو ان آداب کے ساتھ پیش کرنے پر بھی قبول نہ کیا جائے اور نوبت مجادلہ ہی کی آجائے تو پھر عامیانہ انداز کا مجادلہ نہ ہونا چاہیے' بلکہ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ یعنی اچھے طریقے پر ہونا چاہیے۔ابن کثیرؒ نے اس کی تفسیر میں فرمایا: ''برفق ولین وحسن خطاب'' یعنی مجادلہ بھی نرمی' خیرخواہی اور حسن خطاب کے ساتھ ہونا چاہیے' اور تفسیر مظہری میں فرمایا کہ ''مجادلۃ بالتی ھی احسن'' یہ ہے کہ اس میں اپنا غصہ اتارنا یا اپنے نفس کی بڑائی پیش نظر نہ ہو' خالص اللہ تعالیٰ کے لیے کلمۂ حق کو بلند کرنے کے لیے ہو' اور مجادلہ بالتی ھی احسن صرف مسلمانوں کے لیے نہیں' بلکہ غیر مسلموں سے مجادلہ کی نوبت آئے تو اس میں بھی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اسی کی ہدایت کی گئی ہے۔ایک آیت میں ارشاد ہے: ﴿وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَھْلَ الْکِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ ق﴾ (العنکبوت:۴۶) یعنی کفار و اہل کتاب سے مجادلہ کی نوبت آئے تو وہ بھی ﴿بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ﴾ یعنی نرمی' خیرخواہی اور حسنِ خطاب کے ساتھ ہونا چاہیے۔

انبیاء کا اُسوۂ حسنہ

انبیاء علیہ السلام کے دعوت واصلاح کے واقعات جو قرآن وحدیث میں بے شمار آئے ہوئے ہیں' ان میں ایک ایک کو دیکھئے تو پوری عمر کی کوششوں کو اسی انداز پر پائیں گے۔حضرت نوح علیہ السلام سو پچاس نہیں بلکہ نو سو برس تک جس قوم کو دعوت دیتے رہے اور ہمدردی وخیرخواہی سے سمجھاتے رہے' اس کے باوجود جب ان کی قوم نے سختی اور بے تہذیبی کا معاملہ کیا' ان کو گمراہ اور بے وقوف بتایا تو آپ کو معلوم ہے کہ اس رسول مقبولؑ نے کیا جواب دیا: ﴿یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَۃٌ وَّلٰکِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ (الاعراف) ''اے میری قوم کے لوگو! (میرے بھائیو!) مجھ میں کوئی گمراہی نہیں' بلکہ میں رب العالمین کی طرف سے رسول بنا کر (تمہاری بھلائی کے لیے) بھیجا گیا ہوں۔''

سرورِ کائنات ہمارے رسول اکرم ﷺ کی پوری زندگی کے واقعات اسی طرز کے شاہد ہیں۔ہر طرح کی ایذائیں سہنے کے بعد بھی ظالموں سے انتقام لینے کا تو ذکر ہی کیا ہے' ان کے لیے بھی دعائے خیر کی جاتی۔ اِھْدِ قَوْمِیْ اِنَّھُمْ لَا

یَعْلَمُوْنَ.

جن حضراتِ علماء کو وراثت انبیاء کا کچھ حصہ ملا ہے‘ ان سب کا بھی دعوت وتبلیغ میں یہی حال رہا ہے۔ آخری دور میں حضرت سید اسماعیل شہید رحمتہ اللہ علیہ کا واقعہ ہے کہ دہلی کی جامع مسجد سے وعظ کر کے باہر آ رہے تھے کہ مسجد کی سیڑھیوں پر چند غنڈوں نے راستہ روکا اور کہا: ہم نے سنا ہے کہ آپ حرامی ہیں! مولانا نے نہایت طمانیت سے فرمایا کہ بھائی! آپ کو غلط خبر ملی ہے۔ میری والدہ کے نکاح کے گواہ اب تک زندہ موجود ہیں۔ وہ جانتے تھے کہ ان کا مقصد صرف گالی دینا اور ایذا پہنچانا ہے‘ مگر وارثِ انبیاء کا جو کام ہونا چاہیے وہ کیا‘ کہ ان کی گالی کو ایک مسئلہ بنا کر بات ختم کر دی۔

طریق نبوت اور ہم

حقیقت یہ ہے کہ دعوت واصلاح کا کام انبیاءؑ یا ان کے وارث ہی کر سکتے ہیں‘ جو قدم قدم پر اپنا خون پیتے ہیں اور دشمن کی خیر خواہی اور ہمدردی میں لگے رہتے ہیں۔ ان کی رفتار وگفتار میں کسی مخالف پر طعن وتشنیع کا شائبہ نہیں ہوتا‘ وہ مخالف کے جواب میں فقرے چست کرنے کی فکر نہیں کرتے‘ وہ ان پر الزام تراشی کا پہلو اختیار نہیں کرتے۔ اسی کا یہ اثر ہوتا ہے کہ چند روز کی مخالفتوں کے بعد بڑے بڑے سرکشوں کو ان کے سامنے جھکنا پڑتا ہے‘ ان کی بات کو ماننا پڑتا ہے۔ آج افسوس یہ ہے کہ ہم اسوۂ انبیاءؑ سے اتنی دور جا پڑے کہ ہمارے کلام وتحریر میں ان کی کسی بات کا رنگ نہ رہا۔ آج کل کے مبلغ ومصلح کا کمال یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ مخالف پر طرح طرح کے الزام لگا کر اس کو رسوا کرے اور فقرے ایسے چست کرے کہ سننے والا دل کو پکڑ کر رہ جائے۔ اسی کا نام آج کی زبان میں زبان دانی اور اردو ادب ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ط

اللہ تعالیٰ تو اپنے انبیاء کو جب مقامِ دعوت پر کھڑا کرتے ہیں تو موسیٰ وہارون علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبروں کو فرعون جیسے سرکش کافر کی طرف بھیجنے کے وقت یہ ہدایت نامہ دے کر بھیجتے ہیں: ﴿فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى﴾ (طٰہٰ) ”پس فرعون سے بات نرم کرنا‘ شاید راستہ پر آ جائے اور اللہ تعالیٰ سے ڈر جائے۔“

آج ہمارے علماء اور مصلحین ومبلغین میں کوئی حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام سے زیادہ ہادی اور رہبر نہیں ہو سکتا اور ان کے مخاطب فرعون سے زیادہ گمراہ نہیں ہو سکتے‘ تو ان کے لیے کیسے روا ہو گیا کہ جس سے ان کا کسی رائے میں اختلاف ہو جائے تو اس کی پگڑی اُچھالیں اور ٹانگ کھینچنے کی فکر میں لگ جائیں‘ اور استہزاء وتمسخر کے ساتھ اس پر فقرے چست کریں! اور پھر دل میں خوش ہوں کہ ہم نے دین کی بڑی خدمت انجام دی ہے‘ اور لوگوں سے اس کے متوقع رہیں کہ ہماری خدمات کو سراہیں اور قبول کریں۔

میری نظر میں اس وقت یہ تین اسباب ہیں جو مسلمانوں کا شیرازہ بندھنے نہیں دیتے۔ ہر اجتماع کے نتیجے میں افتراق‘ ہر تنظیم کے نتیجہ میں تفریق‘ ہر اصلاح کے نتیجہ میں فساد اور ہر دعوت کے نتیجہ میں نفرت ہمارے سامنے آتی ہے۔ کاش ہم مل کر سوچیں اور دوسروں کی اصلاح سے پہلے اپنی اصلاح کی فکر کریں‘ کیونکہ اصل مرض یہی ہے کہ حبِّ مال وجاہ اور حسد وبغض کی نجاستوں سے اپنے قلوب پاک نہیں۔ ہمیں اس پر بڑا ناز ہے کہ ہم چوری‘ رشوت‘ سود‘ شراب‘ رقص وسرود اور سنیما سے پرہیز

کرتے ہیں اور نماز روزے کے پابند ہیں۔ لیکن خطرہ یہ ہے کہ کہیں ہماری یہ نماز روزہ کی پابندی اور سود، شراب، رقص وسرود سے پرہیز کہیں ایسا تو نہیں کہ صرف اپنی مولوی گری کے پیشہ کی خاطر ہو۔ کیونکہ اس پیشہ میں ان چیزوں کی کھپت نہیں، ورنہ اگر ہم ان چیزوں میں سے خالص خوفِ خدا کی بنا پر بچے ہوتے تو حبِ مال و جاہ، حسد و بغض، کبر وریا سے بھی بچے ہوتے، کیونکہ ان کی نجاست کچھ سود وشراب سے کم نہیں، مگر یہ باطنی گناہ ہمارے جُبے اور عمامے کے ساتھ جمع ہو سکتے ہیں اس لیے ان کی پرواہ نہیں ہوتی، اور یہی وہ چیزیں ہیں جو دراصل سارے تفرقوں کی بنیاد ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سب آفتوں سے بچنے کی توفیق کامل عطا فرمائے، تاکہ ہم ایک دل ہو کر دعوت و اصلاح کا کام پیغمبرانہ جذبہ اور پیغمبرانہ آداب کے ساتھ لے کر کھڑے ہو جائیں۔

خلاصۂ کلام

اہل نظر و فکر سے یہ بات مخفی نہیں کہ اس وقت دنیا کے ہر خطے اور ہر ملک میں مسلمان جن مصائب اور آفات میں مبتلا ہیں، ان کا سب سے بڑا سبب آپس کا تفرقہ اور خانہ جنگی ہے۔ ورنہ عددی اکثریت اور مادی اسباب کے اعتبار سے پوری تاریخ اسلام میں کسی وقت بھی مسلمانوں کو اتنی عظیم طاقت حاصل نہیں تھی جتنی آج ہے۔

اور اس تفرقہ کے اسباب پر جب غور کیا جاتا ہے تو اس کا سبب خدا اور آخرت سے غفلت اور دوسری قوموں کی طرح صرف دنیا کی چندروزہ مال و دولت اور عزت و جاہ کی ہوس بے لگام ہے، جو ہمارے معاشرہ میں کبھی سیاسی اقتدار کے لیے کشمکش، تجارتی اور صنعتی ریس، عہدوں اور منصبوں کی خاطر باہمی تصادم کی صورت میں ہمارے معاشرہ کو پارہ پارہ کرتی ہے اور کبھی مذہبی اور دینی نظریات کی آڑ اور مختلف نظاموں کے روپ میں ایک دوسرے کے خلاف اہانت و استہزاء کا ذریعہ بن جاتی ہے، وگرنہ اگر اجتہادی نظریات کے باہمی اختلاف کے باوجود صحابہ و تابعین کی طرح ہماری جنگ کا رُخ صرف کفر والحاد اور بے دینی کی طرف ہو جائے تو اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کی مختلف جماعتیں ایک صف اور ایک بنیانِ مرصوص نظر آئیں۔

ذمہ دار علماء سے دردمندانہ گزارش

سیاسی اور اقتصادی میدان اور اعزاز و منصب کی دوڑ میں بے اعتدالیوں کی روک تھام تو سرِ دست ہمارے بس میں نہیں، لیکن خود دین و مذہب کے لیے کام کرنے والی جماعتوں کے نظریاتی اور نظامی اختلافات اشتراکِ مقصد کی خاطر معتدل کیے جا سکتے ہیں۔ اگر ہم اسلام کے بنیادی اصول کی حفاظت اور الحاد و بے دینی کے سیلاب کی مدافعت کے اہم مقصد کو صحیح معنی میں مقصد اصلی سمجھ لیں تو یہ وہ نقطۂ وحدت ہے کہ جس پر مسلمانوں کے سارے فرقے اور ساری جماعتیں جمع ہو کر کام کر سکتی ہیں اور اسی وقت اس سیلاب کے مقابلہ میں کوئی مؤثر کام انجام پا سکتا ہے۔

لیکن حالات کا جائزہ یہ بتاتا ہے کہ یہ مقصد اصلی ہی ہماری نظروں سے اوجھل ہو گیا ہے، اس لیے ہماری توانائی اور علم و تحقیق کا زور آپس کے اختلافی مسائل پر صَرف ہوتا ہے، وہی ہمارے جلسوں، وعظوں، رسالوں اور اخباروں کا موضوع بحث بنتے ہیں۔ ہمارے اس عمل سے عوام یہ سمجھنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ دین اسلام صرف اِن دو چیزوں کا نام ہے اور جس رُخ کو انہوں نے اختیار کر لیا ہے اس کے خلاف کو گمراہی اور اسلام دشمنی سے تعبیر کرتے ہیں، جس کے نتیجہ میں ہماری وہ طاقت

جو کفر و الحاد اور بے دینی اور معاشرہ میں بڑھتی ہوئی بے حیائی کے مقابلہ پر خرچ ہوتی' آپس کی جنگ و جدل میں خرچ ہونے لگتی ہے۔ اسلام و ایمان' ہمیں جس محاذ پر لڑنے اور قربانی دینے کے لیے پکارتا ہے' وہ محاذ دشمنوں کی یلغار کے لیے خالی پڑا نظر آتا ہے۔ ہمارا معاشرہ سماجی برائیوں سے پُر ہے' اعمال و اخلاق برباد ہیں' معاملات و معاہدات میں فریب ہے۔ سود' قمار بازی' شراب' خنزیر' بے حیائی اور بدکاری ہماری زندگی کے ہر شعبہ پر چھا گئے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ انبیاء کے جائز وارث اور ملک و ملت کے نگہبانوں کو آج بھی اپنے سے نظریاتی اختلاف رکھنے والوں پر جتنا غصہ آتا ہے' اس سے آدھا بھی ان خدا کے باغیوں پر کیوں نہیں آتا؟ اور آپس کے نظریاتی اختلاف کے وقت جس جوشِ ایمانی کا اظہار ہوتا ہے وہ ایمان کے اس اہم محاذ پر کیوں ظاہر نہیں ہوتا؟ ہمارا زورِ زبان اور زورِ قلم جس شان سے اپنے اختلافی مسائل میں جہاد کرتا ہے' اس کا کوئی حصہ سرحدات اور اصولِ ایمانی پر ہونے والی یلغار کے مقابلہ میں کیوں صرف نہیں ہوتا؟ مسلمانوں کو مرتد بنانے والی کوششوں کے بالمقابل ہم سب بنیانِ مرصوص کیوں نہیں بن جاتے؟

آخر ہم اس پر غور کیوں نہیں کرتے کہ بعثتِ انبیاء اور نزولِ قرآن کا وہ مقصدِ عظیم جس نے دنیا میں انقلاب برپا کیا' اور جس نے اولادِ آدم کو بہیمیت سے نکال کر انسانیت سے سرفراز کیا' اور جس نے ساری دنیا کو اسلام کا حلقہ بگوش بنایا' کیا وہ صرف یہی مسائل تھے جن میں ہم اُلجھ کر رہ گئے ہیں؟' اور کیا دوسروں کو ہدایت پر لانے کا طریق اور پیغمبرانہ دعوت کا یہی عنوان تھا جو آج ہم نے اختیار کر رکھا ہے؟

﴿اَلَمۡ یَاۡنِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ تَخۡشَعَ قُلُوۡبُہُمۡ لِذِکۡرِ اللّٰہِ وَ مَا نَزَلَ مِنَ الۡحَقِّ ۙ﴾

''کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ ایمان والوں کے دل اللہ کے ذکر اور اس کے نازل کیے ہوئے حق کی طرف جھک جائیں؟'' (الحدید:۱٦)

آخر وہ کون سا وقت آئے گا جب ہم اپنے نظریاتی اور نظامی مسائل سے ذرا آگے بڑھ کر اصولِ اسلام کی حفاظت اور بگڑے ہوئے معاشرہ کی اصلاح کو اپنا اصلی فرض سمجھیں گے' ملک میں عیسائیت اور کمیونزم کے بڑھتے ہوئے سیلاب کی خبر لیں گے' قادیانیت کے انکارِ حدیث اور تحریفِ دین کے لیے قائم شدہ اداروں کا پیغمبرانہ دعوت و اصلاح کے ذریعے مقابلہ کریں گے؟

اور اگر ہم نے یہ نہ کیا اور محشر میں ہمارے ماٴویٰ اور ملجأ رسول کریم ﷺ نے ہم سے یہ سوال فرمالیا کہ میری شریعت اور میرے دین پر یہ حملے ہو رہے تھے' اسلام کے نام پر کفر پھیلایا جارہا تھا' میری اُمت کو میرے دشمنوں کی اُمت بنانے کی کوشش مسلسل جاری تھی' قرآن و سنت کی کھلے طور پر تحریف کی جارہی تھی' خدا اور رسولؐ کی نافرمانی اعلانیہ کی جارہی تھی' تو تم مدعیانِ علم کہاں تھے؟ تم نے اس کے مقابلے پر کتنی محنت اور قربانی پیش کی؟ کتنے بھٹکے ہوئے لوگوں کو راستے پر لگایا؟ تو آج ہمیں سوچ لینا چاہیے کہ ہمارا جواب کیا ہوگا۔

راہِ عمل

اس لیے ملت کا درد اور اسلام و ایمان کے اصول و مقاصد پر نظر رکھنے والے حضراتِ علماء سے میری دردمندانہ گزارش یہ ہے کہ مقصد کی اہمیت اور نزاکت کو سامنے رکھیں۔ سب سے پہلے تو اپنے دلوں میں اس کا عہد کریں کہ اپنی علمی و عملی صلاحیت اور زبان و قلم کے زور کو زیادہ سے زیادہ اس محاذ پر لگائیں گے جس کی حفاظت کے لیے قرآن و حدیث آپ کو بلا رہے ہیں۔

(۱) علماءِ کرام! اس بات کا عہد بھی کیجیے اور فیصلہ بھی کہ اس کام کے لیے اپنے موجودہ مشاغل میں سے سب سے زیادہ وقت نکالیں گے۔ (۲) دوسرے یہ کہ آپس کے نظریاتی اور اجتہادی اختلاف کو صرف اپنے اپنے حلقۂ درس، تصنیف و تالیف اور فتویٰ تک محدود رکھیں گے۔ عوامی جلسوں، اخباروں، اشتہاروں، باہمی مناظروں اور جھگڑوں کے ذریعے ان کو نہ اچھالیں گے۔ ان حلقوں میں بھی پیغمبرانہ اصولِ دعوت و اصلاح کے تابع دلخراش عنوان اور طعن و تشنیع، استہزاء و تمسخر اور صحافیانہ فقرہ بازی سے گریز کریں گے۔ (۳) تیسرے یہ کہ معاشرہ میں پھیلی ہوئی بیماریوں کی اصلاح کے لیے دل نشین عنوان اور مشفقانہ لب ولہجہ کے ساتھ کام شروع کردیں گے۔ (۴) چوتھے یہ کہ الحاد و بے دینی اور تحریفِ قرآن و سنت کے مقابلہ کے لیے پیغمبرانہ اصولِ دعوت کے تحت حکیمانہ تدبیروں، مشفقانہ و ناصحانہ بیانوں اور دلنشین دلائل کے ذریعہ **مجادلہ بالتی ھی احسن** کے ساتھ اپنے زورِ بیان اور زورِ قلم کو وقف کردیں گے۔

میں جو کچھ کہہ گیا ہوں، افسوس کہ نہ میرا منصب تھا نہ علماء کرام کے سامنے مجھے ایسی جرأت کرنا چاہیے تھی، مگر دکھی دل کے کچھ کلمات ہیں جو زبان پر آ گئے۔ میرے محترم بزرگ مجھے معاف فرمائیں اور اگر ان باتوں میں کوئی مفید پہلو ہے تو وہ خود اُن کا اپنا کام ہے، اس کو اختیار فرمائیں۔ مجھے امید ہے کہ اگر حضرات علماء اس طرف متوجہ ہوگئے اور کام شروع کیا تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ﴿اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ﴾ (محمد:۷) یعنی ''اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا'' آنکھوں سے پورا ہوتا ہوا مشاہدہ کریں گے۔

﴿اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ط وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ ط عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ﴾

(هود)

حواشی

(۱) جامع العلم، ص ۸۰۔ جامع بیان لابن عبد البر، ج۲، ص ۸۳۔ (۳) جامع بیان العلم۔ (۳) جامع بیان العلم۔

(٤) اوجز المسالك شرح موطأ مالك، ج۱، ص۱٥، محمد بن عبد الرحمٰن صیرفی۔ (٥) جامع بیان العلم، ج۳، ص۸۳۔

(٦) جامع بیان العلم، ج۲، ص ۸٤۔ (۷) جامع بیان العلم، ج۲، ص۷۳۔ (۸) جامع بیان العلم، ج۲، ص۷۳۔

(۹) جامع العلم، ج۲، ص۸۳۔

(جاری ہے)

☆......☆......☆

شکیل عثمانی (دوسری اور آخری قسط)

غامدی صاحب کا جوابی بیانیہ
دستور پاکستان اور قادیانیت

جاوید غامدی صاحب کے لیکچر کی اس تلخیص سے مندرجہ ذیل تین نکات اخذ ہوتے ہیں:

1- مرزا قادیانی کی تحریروں میں بالصراحت نبوت کے دعوے کی کوئی تحریر نہیں ہے۔

2- مرزا قادیانی کے پہلے خلیفہ حکیم نورالدین، مرزا قادیانی کو اصطلاحی نبی نہیں سمجھتے تھے۔

3- احمدیوں کا لاہوری فریق (مولوی محمد علی لاہوری گروپ) شروع سے مرزا قادیانی کو مجدد سمجھتا رہا ہے۔

بہرحال غامدی صاحب نے یہ بھی کہا کہ مرزا صاحب کے دعاوی اور تعبیرات میں اور صوفیہ کے دعاوی اور تعبیرات میں مماثلت ہے۔ تصوف ہمارا موضوع نہیں ہے۔ اہلِ تصوف مناسب سمجھیں گے تو اس کا جواب دیں گے۔ اس لیے ہماری گفتگو مندرجہ بالا تین نکات تک محدود رہے گی۔

1- مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت

غامدی صاحب کا ارشاد ہے کہ مرزا قادیانی کی تحریروں میں بالصراحت نبوت کے دعوے کی کوئی تحریر نہیں ہے۔ صریح تحریریں پیش کرنے سے قبل ہم قارئین سے یہ عرض کرنا چاہیں گے کہ پروفیسر الیاس برنی مؤلف ”قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ“ کے بقول مرزا قادیانی، حکیم نورالدین اور دوسرے قادیانی اساطین کی کتابوں میں اس درجہ تکرار، تضاد، ابہام اور التباس ہے کہ اکثر مباحث بھول بھلیاں نظر آتے ہیں۔ اس تضاد اور التباس کے پیش نظر ممتاز ادیب اور صحافی شورش کاشمیری نے مرزا صاحب اور دوسرے قادیانی رہنماؤں کی تحریروں اور تعبیروں کو دوشیزہ کی کہہ مکرنیاں قرار دیا ہے۔ ہماری رائے میں ان تحریروں اور تعبیروں پر یہ مصرع پوری طرح صادق آتا ہے:

جنابِ شیخ کا نقشِ قدم یوں بھی ہے اور یوں بھی

اگر جنابِ شیخ کا کُھرا اٹھایا جائے تو ان شاء اللہ قارئین صریح تحریروں تک پہنچ جائیں گے۔ دراصل مرزا صاحب نبوت کی طرف ایک قدم بڑھاتے تھے اور جب مسلمانوں کی طرف سے مخالفت ہوتی تھی تو اسے پیچھے ہٹا لیتے تھے جیسا کہ مولوی عبدالحکیم سے ایک معاہدے مورخہ 3 فروری 1892ء میں جو ”تبلیغ رسالت“ حصہ دوم ص 95 میں چھپا ہے، مرزا صاحب تمام مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان کے رسائل ”فتح اسلام“، ”توضیح المرام“ اور

''ازالۂ اوہام'' میں لکھا ہے کہ محدث ایک مفہوم میں نبی ہوتا ہے۔ اگر مسلمان بھائی ان لفظوں سے ناراض ہیں تو وہ بجائے لفظ 'نبی' کے 'محدَّث' کا لفظ ہر جگہ سمجھ لیں اور اس کو (یعنی لفظ نبی کو) کاٹا ہوا خیال فرمالیں۔ واضح رہے کہ یہ 1892ء کی تحریر ہے۔ جوں جوں مرزا صاحب کے معتقدین میں اضافہ ہوتا گیا، حصولِ نبوت کے جذبے میں جان پڑتی گئی۔ یہاں تک کہ 1901ء میں ایک ٹریکٹ ''ایک غلطی کا ازالہ'' میں نبوت کا اعلان کردیا۔ ''ایک غلطی کا ازالہ'' سے اقتباس ہم بعد میں پیش کریں گے، یہاں عرض یہ کرنا ہے کہ مرزا صاحب مامور من اللہ، مجدد، محدث، مسیح موعود اور مہدی کے مراتب سے ''ترقی'' کرتے ہوئے بتدریج نبوت کے منصب تک پہنچے۔ اس لیے ان کے ابتدائی دور کے دعووں کو نظر انداز کرتے ہوئے آخری دور کے دعووں پر توجہ مرکوز کرنی چاہے۔

اب ہم مرزا قادیانی کی ان چند تحریروں کو پیش کرتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو لغوی معنی میں نبی (یعنی پیشین گوئیاں کرنے والا) قرار نہیں دیتے بلکہ اللہ کا بنایا ہوا نبی قرار دیتے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ اللہ نے انہیں نبی کے نام سے پکارا اور ان کا نام نبی رکھا۔

1-مرزا قادیانی کا آخری عقیدہ جس پر ان کا خاتمہ ہوا، یہی تھا کہ وہ نبی ہیں، چنانچہ انہوں نے اپنے آخری خط میں جو ٹھیک ان کے انتقال کے دن اخبارِ عام میں شائع ہوا، واضح الفاظ میں لکھا کہ: ''میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا، اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کرسکتا ہوں؟ میں اس پر قائم ہوں اُس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔''

اخبار عام، 26 مئی 1908ء، منقول از حقیقۃ النبوۃ از مرزا محمود ص 271، ومباحثہ راولپنڈی ص 136)

یہ خط 23 مئی 1908ء کو لکھا گیا اور 26 مئی کو اخبارِ عام میں شائع ہوا اور ٹھیک اسی دن مرزا قادیانی کا انتقال ہوگیا۔

واضح رہے کہ مباحثہ راولپنڈی جماعت احمدیہ راولپنڈی اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی (لاہوری گروپ) میں تحریری طور پر ہوا تھا۔ بنیادی موضوعات دو تھے، اولاً ''کیا مرزا صاحب نبی تھے''، ثانیاً ''کیا مرزا صاحب نے اپنے نہ ماننے والوں کی تکفیر کی''۔ فریقین کے پرچے 'مباحثۂ راولپنڈی' کے عنوان سے کتابی صورت میں شائع کیے گئے۔ اس کتاب کے مستند ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ یہ دونوں جماعتوں کے مشترکہ اخراجات سے شائع ہوئی۔

2۔مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''چند روز ہوئے ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا۔ حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے، حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوئی اس میں سے ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں۔ نہ ایک دفعہ بلکہ صد ہا بار، پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہوسکتا ہے!'' (ایک غلطی کا

ازالہ، ص3، روحانی خزائن جلد 18، ص، 206)

3۔ مرزا قادیانی ایک اور کتاب میں لکھتے ہیں: '' تیسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ، بہر حال جب تک طاعون دنیا میں رہے، گو ستر برس تک رہے، قادیان کو اس خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔'' (دافع البلاء، ص 14، روحانی خزائن، ص 154)

4- مرزا قادیانی ایک اور کتاب میں لکھتے ہیں: '' غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امورِ غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں، کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں نہیں پائی جاتی۔''
(حقیقۃ الوحی، ص 391)

مرزا صاحب کا تشریعی نبوت کا دعویٰ:

مرزا قادیانی کے صریح دعویٰ نبوت کے چار حوالے پیش کیے جا چکے ہیں۔ ان کی اس قسم کی بیسیوں تحریریں موجود ہیں جن کو نقل کرنے کی فی الحال ضرورت نہیں ہے۔ مرزا صاحب نے اپنے ترقی پذیر (developing) دعووں کے ایک مرحلے میں تشریعی نبی یا صاحبِ شریعت ہونے کا اعلان بھی کر دیا۔ وہ لکھتے ہیں:

'' ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے؟ جس نے اپنی وحی کے ذریعے سے چند امر اور نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں، کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام قل للمومنین یغضو من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذلك ازکی لھم یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تیئیس برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں نہی بھی۔ اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ان ھذا لفی الصحف الاولی صحف ابراھیم و موسی۔ یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے۔''

(اربعین 4۔ طبع چہارم، مطبوعہ چناب نگر (ربوہ) روحانی خزائن ج: 17۔ ص: 435۔436)

مذکورہ بالا عبارت میں مرزا صاحب نے واضح الفاظ میں اپنی وحی کو تشریعی وحی قرار دیا ہے۔ عربی اور اردو کے صاحبِ طرز ادیب اور نامور عالمِ دین مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

'' بعض اہم قطعی و متواتر احکام شریعت کو پوری صراحت و قوت کے ساتھ منسوخ و کالعدم کر دینا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ [مرزا صاحب] اپنے کو ایسا صاحبِ شریعت اور صاحبِ امر و نہی نبی سمجھتے تھے جو قرآنی شریعت کو منسوخ

کر سکتا ہے، چنانچہ جہاد جیسے منصوص قرآنی حکم کو جس پر امت کا تعامل اور تواتر ہے اور جس کے متعلق صریح حدیث ہے ''الجهاد ماضٍ الیٰ یوم القیامة'' کی ممانعت کرنا اور اس کو منسوخ قرار دینا اس کا روشن ثبوت ہے۔ جہاد کی منسوخی و ممانعت کے سلسلے میں یہاں ان کی صرف ایک کتاب کا اقتباس کافی ہوگا۔ وہ ''تریاق القلوب'' (صفحہ نمبر 15) میں لکھتے ہیں:

''میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنتِ انگریزی کی تائید وحمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعتِ جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں کہ اگر وہ اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں، ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔''

تنسیخ جہاد کے اعلان کے علاوہ مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا کہ ''خدا نے اس امت میں مسیح موعود بھیجا ہے جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔'' (دافع البلاء، ص 13، روحانی خزائن ج 18، ص 233)

ہمارا معروضہ یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام تشریعی نبی تھے اور جو شخص آپ سے ''تمام شان میں'' یعنی ہر اعتبار سے بڑھ کر ہو تو وہ تشریعی نبی کیوں نہیں ہوگا؟

عقل عام اور مذاہبِ عالم کی تاریخ کے مطابق جب بھی کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو حق و باطل کی بحث سے قطع نظر، اس کے دعوے کو درست تسلیم کرنے والے اور انکار کرنے والے دو گروہوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں، اور دعویٰ نبوت کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ جو لوگ اس جدید نبوت پر ایمان نہیں لاتے ان کی تکفیر کی جائے۔ چنانچہ مرزا صاحب اپنے دعوے کے منکر کی تکفیر کرتے ہیں۔ بہرحال مرزا صاحب کی بعض ایسی تحریریں بھی پیش کی جاتی ہیں جن میں انہوں نے فرمایا ''میرے دعوے کے انکار سے کوئی کافر نہیں ہو سکتا''۔ یہ اسی قسم کا تضاد اور التباس ہے جو ان کی تحریروں کا خاصہ ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب حقیقت الوحی (ص 148 تا 150) میں خود تسلیم کیا ہے کہ ''براہین احمدیہ'' میں انہوں نے لکھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا، اور اس کے بارہ سال کے بعد ''ازالۂ اوہام'' میں لکھا ''آنے والا مسیح میں ہوں۔''

مرزا اپنے دعوے کے منکر کو کافر قرار دیتے ہیں:

مرزا قادیانی خود کو صرف لغوی یا مجازی معنوں میں نبی نہیں کہتے بلکہ ان کا دعویٰ ہے کہ ان کا منکر مسلمان نہیں ہے۔ اس سلسلے میں سردست مرزا صاحب کی صرف دو تحریریں پیش کی جاتی ہیں:

1۔ مرزا قادیانی اپنے مکتوب مورخہ مارچ 1906ء بنام ڈاکٹر عبدالحکیم میں لکھتے ہیں:

''خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا، مسلمان نہیں ہے۔'' (تذکرہ ایڈیشن چہارم ص 519)

2۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

''کفر دو قسم پر ہے۔ (اول) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ (دوم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا و رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اس لیے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے، کافر ہے، اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں، کیونکہ جو شخص باوجود شناخت کر لینے کے خدا اور رسول کے حکم کو نہیں مانتا وہ بموجب نصوصِ صریحہ قرآن اور حدیث کے خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔'' (حقیقۃ الوحی، ص 179۔180)

مرزا صاحب کی نبوت اور حکیم نورالدین صاحب

مرزا قادیانی کے پہلے خلیفہ حکیم نورالدین صاحب انتہائی ذہین شخص تھے۔ انہوں نے اپنے دورِ خلافت (1908ء تا 1914ء) میں مسلمانوں سے تعاون بڑھانے کے لیے اعتدال پسندانہ روش اختیار کی۔ انہوں نے مصلحتاً مرزا صاحب کی نبوت اور ان کے دعووں پر ایمان نہ لانے والوں کی تکفیر پر زور نہیں دیا۔ اس طرح انہوں نے احمدیوں اور عام مسلمانوں کے درمیان نفرتوں کی وہ خلیج پاٹنے کی کوشش کی جو مرزا صاحب کے الہامات، پیش گوئیوں اور اشتعال انگیز تحریروں نے پیدا کر دی تھی۔ بہرحال ان کے اصل عقائد کے سلسلے میں ان کی دو تحریریں پیش کی جاتی ہیں:

(1) حکیم نورالدین صاحب لکھتے ہیں:

''ایمان بالرسل اگر نہ ہو تو کوئی شخص مومن مسلمان نہیں ہو سکتا اور اس ایمان بالرسل میں کوئی تخصیص نہیں، عام ہے، خواہ وہ نبی پہلے آئے یا بعد میں آئے، ہندوستان میں ہو یا کسی اور ملک میں، کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے۔ ہمارے مخالف حضرت مرزا صاحب کی ماموریت کے منکر ہیں، بتاؤ کہ یہ اختلافِ فروعی کیونکر ہوا۔'' (مجموعہ فتاویٰ احمدیہ ج: 1' ص 275، بحوالہ اخبار الحکم ج: 15، نمبر 8 مورخہ 7 مارچ 1911ء)

(2) نیز حکیم صاحب ایک اور موقع پر لکھتے ہیں:

''محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر یہود و نصاریٰ اللہ کو مانتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے رسولوں، کتابوں، فرشتوں کو مانتے ہیں۔ کیا اس انکار پر کافر ہیں یا نہیں؟ کافر ہیں۔ اگر اسرائیلی مسیح رسول کا منکر کافر ہے تو محمدی مسیح رسول کا منکر کیوں کافر نہیں؟ اگر اسرائیلی مسیح موسیٰ کا خاتم الخلفاء یا خلیفہ یا متبع ایسا ہے کہ اس کا منکر کافر ہے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم الخلفاء یا خلیفہ یا متبع کیوں ایسا نہیں کہ اس کا منکر بھی کافر ہو۔ اگر وہ مسیحا ایسا تھا کہ اس کا منکر کافر ہے تو یہ

مسیح بھی کسی طرح کم نہیں۔'' (مجموعہ فتاویٰ احمدیہ، ج 1، ص 385)

مرزا صاحب کی نبوت اور جماعتِ احمدیہ لاہور

جاوید غامدی صاحب نے اپنے لیکچر میں فرمایا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے قدیم ترین رفقا نے کہا کہ مرزا صاحب مجدد تھے اور لاہوری جماعت اسی تعبیر پر وجود میں آئی۔ غالباً تاریخ احمدیت غامدی صاحب کا موضوع نہیں ہے، اس لیے انہوں نے یہ ارشاد فرمایا۔ مرزا صاحب نے 23 مارچ 1889ء کو بیعت لینے کا آغاز کیا تو سب سے پہلے حکیم نورالدین صاحب نے بیعت کی۔ اُس وقت جماعت احمدیہ لاہور کے بانی امیر مولوی محمد علی لاہوری (1874-1951) انٹرنس کے طالب علم تھے۔ 1890ء میں انٹرنس پاس کرنے کے بعد جب مولوی محمد علی گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل ہوئے تو اپنے ایک سابق ہم جماعت منشی عبدالعزیز کے ذریعے انہیں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعوے کا علم ہوا اور انہی کے ذریعے کتاب ''ازالۂ اوہام'' ان کو ملی، جس کو پڑھنے کے بعد وہ مرزا صاحب کی صداقت کے قائل ہوگئے۔ اسی طرح مولوی عبدالکریم سیالکوٹی مرزا صاحب سے اُس وقت سے متعارف تھے جب ثانی الذکر سیالکوٹ کی کچہری میں اہلمند تھے۔ انہوں نے بھی جلد ہی بیعت کرلی۔ وہ جامع مسجد مبارک قادیان کے امام اور خطیب تھے اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ان کی اقتدا میں نمازیں پڑھتے تھے۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں کہ مولوی عبدالکریم سیالکوٹی نے 1900ء میں مرزا صاحب کی موجودگی میں ایک خطبہ جمعہ پڑھا جس میں مرزا صاحب کے لیے نبی اور رسول کے الفاظ استعمال کیے...... جب جمعہ ہوچکا اور مرزا صاحب جانے لگے تو مولوی صاحب نے پیچھے سے مرزا صاحب کا کپڑا پکڑ لیا اور درخواست کی کہ اگر میرے اس اعتقاد میں غلطی ہو تو حضور درست فرمائیں۔ مرزا صاحب مڑ کر کھڑے ہوگئے اور فرمایا: مولوی صاحب! ہمارا بھی یہی مذہب اور دعویٰ ہے جو آپ نے بیان کیا۔ (تفصیلات کے لیے ملاحظہ فرمائیں ''قادیانیت: مطالعہ و جائزہ''، ص 75)۔ اسی طرح کی کیفیت مفتی محمد صادق، سابق ایڈیٹر اخبار ''بدر'' قادیان کی ہے۔ ان حقائق کے پیشِ نظر جماعت احمدیہ لاہور کے رہنماؤں کو کس طرح مرزا صاحب کے قدیم ترین رفقا کہا جاسکتا ہے! یاد رہے کہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری کے دستِ راست خواجہ کمال الدین صاحب (1870ء۔ 1932ء) نے 1893ء میں مرزا صاحب کی بیعت کی۔ خود محمد علی صاحب لاہوری اگرچہ 1890ء میں مرزا صاحب کی صداقت کے قائل ہوچکے تھے لیکن انہوں نے مرزا صاحب کی بیعت 1897ء میں کی۔ مرزا صاحب کے قدیم ترین رفقا حکیم نورالدین، مولوی عبدالکریم سیالکوٹی، مفتی محمد صادق وغیرہ کی تحریریں ریکارڈ پر ہیں۔ وہ بالصراحت مرزا صاحب کو نبی قرار دیتے ہیں۔

یہاں یہ بات بھی نوٹ کرنے کی ضرورت ہے کہ مولوی محمد علی صاحب لاہوری اور جماعت احمدیہ لاہور مرزا صاحب کو صرف مجدد نہیں مانتے بلکہ انہیں مسیح موعود بھی مانتے ہیں اور اس نکتے پر احمدیت کی دونوں شاخوں کا اتفاق ہوجاتا ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی زندگی میں ان کے حکم پر ایک رسالہ ''ریویو آف ریلیجنز'' قادیان سے جاری کیا گیا اور ان کی ایما پر مولوی محمد علی صاحب لاہوری کو اس کا ایڈیٹر مقرر کیا گیا۔ یہ ذو لسانی مجلّہ تھا۔ مولوی صاحب برسوں اس کے ایڈیٹر رہے۔ انہوں نے اپنے بیسیوں مضامین میں مرزا صاحب کے لیے نبی اور رسول کا لفظ استعمال کیا اور اشارتاً بھی نہیں لکھا کہ وہ ان الفاظ کو استعارے کے طور پر یا مجازی مفہوم میں استعمال کر رہے ہیں۔ ایسے مضامین کے اقتباسات ہم آگے چل کر پیش کریں گے۔ پہلے عدالت میں مولوی محمد علی صاحب لاہوری کا ایک بیانِ حلفی ملاحظہ فرمائیے:

13 مئی 1904ء کو گورداسپور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں مولوی محمد علی صاحب نے ایک بیان حلفی دیا جس کا مقصد یہ ثابت کرنا تھا کہ جو شخص مرزا غلام احمد قادیانی کی تکذیب کرے وہ کذاب ہوتا ہے۔ اگر مرزا صاحب نے کذاب لکھا تو ٹھیک کہا۔ مولوی صاحب اس بیان میں لکھتے ہیں:

''مکذب مدعیٔ نبوت کذاب ہوتا ہے، مرزا صاحب ملزم مدعیٔ نبوت ہے، اس کے مرید اس کو دعوے میں سچا، دشمن جھوٹا سمجھتے ہیں۔'' (ماہنامہ فرقان قادیان، جلد 1، نمبر 1، جنوری 1942ء، ص 15، مباحثہ راولپنڈی، ص 272)

مولوی محمد علی لاہوری نے احمدیہ بلڈنگز میں تقریر کرتے ہوئے کہا:

''مخالف کوئی معنی کرے مگر ہم تو اسی پر قائم ہیں کہ خدا نبی پیدا کرسکتا ہے، صدیق بنا سکتا ہے اور شہید اور صالح کا مرتبہ عطا کرسکتا ہے مگر چاہیے مانگنے والا...... ہم نے جس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) وہ صادق تھا، خدا کا برگزیدہ اور مقدس رسول تھا۔''

(''الحکم'' 18 جولائی 1908ء، بحوالہ ماہنامہ فرقان قادیان، جنوری 1942ء، جلد 1، نمبر 1، ص 11)

مولوی محمد علی لاہوری کی تبلیغی تُرک تازیوں کا دائرہ انتہائی وسیع ہے۔ دیکھیے وہ اپنے ایک مضمون میں ہندوؤں سے مرزا صاحب کا تعارف کس طرح کراتے ہیں:

''ہم خدا تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ جلد وہ زمانہ آئے کہ ہمارے ہندو بھائیوں کے دلوں سے پردے اٹھ جائیں اور ان کو اپنی مذہبی غلطیوں پر بصیرت اور معرفت حاصل ہوجائے اور ان کے سینے اس سچائی کو قبول کرنے کے لیے کھل جائیں جو دینِ اسلام تعلیم دیتا ہے۔ ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ آخری زمانے میں ایک اوتار کے

ظہور کے متعلق جو وعدہ انہیں دیا گیا تھا، وہ خدا کی طرف سے تھا اور اس کو ہندوستان کے مقدس نبی مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود میں خدا تعالیٰ نے پورا کر دکھایا ہے۔'' (ریویو آف ریلیجنز، جلد 3، نمبر 11، ص 409 تا 411، منقول از رسالہ تبدیلی عقائد مولوی محمد علی صاحب، ص 63، مولفہ محمد اسماعیل قادیانی)

مولوی محمد علی لاہوری اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خداوند تعالیٰ نے تمام نبوتوں اور رسالتوں کے دروازے بند کر دیے۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کامل کے لیے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگین ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ کاملہ سے نور حاصل کرتے ہیں، ان کے لیے یہ دروازہ بند نہیں ہوا۔'' (ریویو آف ریلیجنز، ج 4، ص 186، بحوالہ تبدیلی عقائد، مولوی محمد علی صاحب از محمد اسماعیل قادیانی ص 22، مطبوعہ احمدیہ کتاب گھر قادیان)

1913ء میں جماعت احمدیہ کو اندرونی خلفشار کا سامنا کرنا پڑا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے صاحبزادے مرزا بشیر الدین صاحب محمود اپنے حامیوں پر مشتمل ایک تنظیم ''انصار اللہ'' قائم کر چکے تھے۔ وہ مولوی محمد علی لاہوری اور ان کے رفقا (جن کی اکثریت لاہور سے تعلق رکھتی تھی) کے خلاف تھے۔ اُس وقت قادیان کے اخبارات ''بدر'' اور ''الحکم'' مرزا بشیر الدین صاحب کے زیر اثر تھے۔ ان حالات میں مولوی محمد علی صاحب کے قریبی رفیق ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ نے (جو بعد کو انجمن اشاعت اسلام لاہور المعروف جماعت احمدیہ لاہور کے معتمد مالیات منتخب ہوئے) لاہور سے ہفت روزہ پیغامِ صلح جاری کیا۔ اس اخبار کی مالی اور اخلاقی مدد اُن تمام احمدیوں نے کی جو بعد کو جماعتِ احمدیہ لاہور میں شامل ہوئے۔ یہ شروع سے احمدیوں کے لاہوری فریق کا ترجمان رہا ہے۔ یہ اخبار لکھتا ہے:

''معلوم ہوا ہے کہ بعض احباب کو کسی نے غلط فہمی میں ڈال دیا ہے کہ اخبار ہذا کے ساتھ تعلق رکھنے والے احباب یا ان میں سے کوئی ایک سیدنا وھادینا حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلاۃ والسلام کے مدراج عالیہ کو اصلیت سے کم یا استخفاف کی نظر سے دیکھتا ہے۔ ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت سے اخبار پیغام صلح کے ساتھ تعلق ہے خدا تعالیٰ کو جو دلوں کے بھید جاننے والا ہے، حاضر و ناظر جان کر علی الاعلان کہتے ہیں کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی پھیلانا محض بہتان ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کو اس زمانہ کا نبی، رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں۔'' (پیغام صلح 16 اکتوبر 1913ء ص 2، بحوالہ ماہنامہ فرقان قادیان، جنوری 1942ء، ص 14,13)

اس حلفیہ بیان کے بعد لاہوری جماعت کے اصل عقائد سے ہر پردہ اٹھ جاتا ہے۔

مولوی محمد علی لاہوری انگریزی ریویو آف ریلیجنز میں لکھتے ہیں:

"The Ahmadiyya movement stands in the same relation to Islam in which Christianity Stood to Judaism"

(واضح رہے کہ یہ 1906ء کی تحریر ہے اور ''مباحثۂ راولپنڈی'' ص 240 و ''تبدیلی عقائد مولوی محمد علی صاحب مولفہ محمد اسماعیل قادیانی، ص 12 سے نقل کی گئی ہے)

ترجمہ: احمدیہ تحریک اسلام کے ساتھ وہی رشتہ رکھتی ہے جو عیسائیت کا یہودیت کے ساتھ تھا۔

یہ تحریر خود وضاحت کر رہی ہے کہ جس طرح عیسائیت اور یہودیت الگ الگ مذہبی اکائیاں ہیں، اسی طرح احمدیت اور اسلام بھی الگ الگ مذہبی اکائیاں ہیں۔ قارئین نوٹ کریں گے کہ مولوی محمد علی لاہوری کی یہ تحریریں 1914ء سے قبل کی ہیں۔ 13 مارچ 1914ء کو مرزا صاحب کے خلیفہ اول حکیم نورالدین کے انتقال کے بعد احمدیوں کی اکثریت نے مرزا کے صاحبزادے مرزا بشیرالدین محمود کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ مولوی محمد علی صاحب نے مرزا بشیرالدین محمود کے ہاتھ پر بیعت کرنے اور انہیں خلیفہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ یاد رہے کہ مولوی محمد علی کی مستقل رہائش قادیان میں تھی۔ مرزا محمود کے خلافت کا منصب سنبھالنے کے بعد مولوی صاحب کو سوقیانہ نعروں کا نشانہ بنایا جانے لگا اور انہیں مرزا محمود کی بیعت نہ کرنے پر کھلے عام فاسق کہا گیا۔ اس طرح مولوی صاحب کا قادیان میں رہنا مشکل ہو گیا۔ جب حالات بہت خراب ہو گئے تو وہ 20 اپریل 1914ء کو قادیان چھوڑ کر لاہور آ گئے، جہاں انہوں نے اپنے رفقا کے اشتراک سے الگ جماعت قائم کی۔ یہ تھا اصل اختلاف جس کے نتیجے میں جماعتِ احمدیہ لاہور کا قیام عمل میں آیا۔ ایک صاحبِ دانش کی رائے کے مطابق اپنی علیحدگی کے جواز کی فراہمی، جماعتِ قادیان سے بغض اور مسلمانوں کی ہمدردیوں کا حصول، وہ محرکات تھے جن کے تحت مولوی محمد علی لاہوری اور ان کی جماعت نے اپنے سابقہ عقائد اور تحریروں سے رجوع کا اعلان کیے بغیر یہ کہنا شروع کیا کہ ہم مرزا غلام احمد کو نبی نہیں بلکہ مجدد مانتے ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی اور محمد علی لاہوری کی تحریروں پر اپنے معروضات پیش کرنے کے بعد جاوید غامدی سے درخواست ہے کہ وہ اپنے بارے میں غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لیے واضح اعلان کریں کہ 7 ستمبر 1974ء کی آئینی ترمیم جس کے تحت احمدیوں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، قرآن اور سنت کے مطابق ہے۔ یہ اعلان اُن کی حق پرستی کا مظہر ہوگا اور وہ ہدیۂ تبریک کے مستحق قرار پائیں گے۔

● ● ●

پروفیسر خالد شبیر احمد

ملتان اور چیچہ وطنی کا سفر

غالباً سترہ مارچ کو چناب نگر سے جناب مولانا محمد مغیرہ صاحب کا فون آیا کہ بیس مارچ کو ملتان میں جماعت کی مجلس عاملہ کی ایک اہم میٹنگ ہے جس میں آپ کو شریک ہونا ہے۔ عبداللطیف خالد چیمہ صاحب کا چیچہ وطنی سے فون پر یہ پیغام مجھے ملا ہے کہ آپ کو اطلاع کر دی جائے۔ چنانچہ میں 18 مارچ کو گھر سے اپنے بیٹے طلحہ شبیر کے ساتھ ''ڈیوو'' کے اڈے پر تقریباً تین بجے سے پہلے پہنچا اور سوا تین بجے بس روانہ ہوئی۔ دس منٹ کے لیے جھنگ اڈے پر بس رکی تو نماز عصر ادا کی اور پھر ملتان روانہ ہوئے۔ رات 8 بجے کے قریب دارِ بنی ہاشم میں تھا، نماز عشاء کے بعد کھانا کھا کر ابن امیر شریعت سید عطاء المومن شاہ بخاری صاحب سے ایک طویل ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ ان کی جسمانی صحت تو فالج کی وجہ سے دل کو بڑی تکلیف کا باعث تھی، لیکن جب رسمی گفتگو کے بعد اُن سے گفتگو ہوئی تو یہ احساس شدت کے ساتھ اُبھرا کہ دینی طور پر وہ اب بھی بیدار اور مستعد ہیں، جیسے کہ وہ جوانی میں تھے۔ اُن کے لائق اور ارجمند بیٹے المعروف ''السید'' سے ملاقات کی خواہش کی تو انہیں سید عطاء المومن بخاری شاہ صاحب نے بلایا اُن سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ مختلف ملکی مسائل پر رات تقریباً بارہ بجے تک حضرت قبلہ شاہ صاحب سے محو گفتگو رہا۔ اچھی چائے سے تواضع کے بعد اپنے کمرے میں واپس آیا تو میاں محمد اویس صاحب ایک اہم کتاب کے مطالعے میں مصروف تھے، غالباً میرے انتظار میں جاگ رہے تھے، ساری رات سونے کی کوشش کرتا رہا لیکن سو نہ سکا، ایسی ہی کیفیت رہی کہ نہ سو رہا ہوں نہ ہی جاگ رہا ہوں۔ جی چاہتا تھا کہ جلد اذان ہو اور مسجد جاؤں۔ چنانچہ صبح کی اذان ہوئی تو مسجد میں گیا ساری رات کی بے چینی اور اضطراب کی کیفیت کو سکون اور چین نصیب ہوا۔ ناشتہ کے بعد تقریباً 9 بجے کے قریب اپنے عزیز ترین دوست پروفیسر ڈاکٹر اسلم انصاری صاحب سے فون پر اپنی ملتان آمد کی اطلاع دی اُن سے ملاقات کی خواہش کی تو اُنہوں نے کہا کہ دوپہر تین بجے سٹی کلب آرٹ کونسل میں ایک مشاعرہ میں شمولیت کرنا ہے وہیں پر آ جایئے ملاقات بھی ہو جائے گی اور مشاعرہ میں آپ کی شرکت اور اگر نہ آسکوں اور ملتان میں آپ کا کل تک قیام ہو تو کل صبح کے وقت میرے گھر بھی ملاقات ہو سکتی ہے۔ اس کے بعد بہاولپور پروفیسر محمد طیب قریشی صاحب سے فون پر بات ہوئی تو اُن سے معلوم ہوا کہ پروفیسر عطاء اللہ اعوان صاحب دل کے عارضہ کی وجہ سے شدید علیل ہیں، یہ خبر سُن کر ذہن کے کسی گوشہ میں یہ ارادہ کیا کہ میٹنگ کے بعد بہاولپور جا کر بہاولپور کے دوستوں سے جن میں مولانا جمیل الرحمٰن عباسی، ڈاکٹر عبدالرزاق، پروفیسر محمد طیب قریشی اور پروفیسر عطاء اللہ اعوان کے ساتھ ملاقات ہو جائے صرف ذہن کی حد تک رہ کر ختم ہو گیا، جس کے بعد فون پر ہی سید محمد معاویہ شاہ صاحب سے دو دفعہ رابطہ کیا تو دو دفعہ ہی اس میں ناکامی ہوئی۔ ملتان میں اُن سے ملاقات کی حسرت پوری نہ ہو سکی۔ صبح دس بجے کے قریب امیر جماعت ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن شاہ بخاری صاحب کی زیر صدارت ایک وسیع اور خوبصورت کمرے میں مجلس عاملہ کی میٹنگ، تلاوت قرآن پاک کے بعد شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن پاک کا شرف مولانا قاری محمد یوسف احرار لاہور کو حاصل ہوا۔ مجلس عاملہ کی اس میٹنگ کا ایجنڈا ملکی حالات اور جماعتی معاملات سے متعلقہ بڑا اہم اور طویل تھا۔ تقریباً تیس کے قریب پاکستان کے مختلف علاقوں جن میں شہر اور دیہات سے متعلقہ نمائندے تشریف لائے تھے۔ ایک ڈیڑھ بجے دوپہر یہ اہم میٹنگ ختم ہوئی، تو دوپہر کا پر تکلف کھانا کھایا، جس کے بعد نماز ظہر ادا کی گئی تو تھوڑی دیر کے لیے آرام کرنے کی کوشش کی لیکن آرام کیا، بے چینی بڑھ گئی کہ اب واپسی کا پروگرام کیسے ہوگا، کفیل شاہ صاحب سے بات ہوئی اور اُنہوں نے بھی کہا کہ آپ نے تو اب واپس جانا ہے۔ میں نے کہا کہ بالکل

واپس جانا ہے مفتی صبیح الحسن صاحب سے کہا کہ ''ڈیوو'' کے اڈے سے رابطہ کریں تا کہ چنیوٹ کے لیے کوئی ٹائم آج یا پھر کل ہو تو پروفیسر صاحب کی ٹکٹ بک کروالو، انھوں نے رابطہ کیا، لیکن رابطہ نہ ہوا، اس کے بعد سید محمد کفیل شاہ صاحب نے کہا کہ آپ ایسا کریں کہ چیمہ صاحب کے ساتھ چیچہ وطنی چلے جائیں، آپ تھکے ہوئے بھی ہیں، وہاں رات قیام کریں اور پھر صبح تازہ دم ہو کر چیچہ وطنی سے فیصل آباد پھر فیصل آباد سے چنیوٹ کے لیے روانہ ہو جائیں۔ یہ سنتے ہی میری ساری بے چینی ختم ہو گئی، اس طرح رات آرام بھی ہو گا اور چیچہ وطنی کے دوستوں سے ملاقات بھی ہو جائے گی، چنانچہ عبداللطیف خالد چیمہ صاحب کی قیادت میں ہم امیر شریعت رحمتہ اللہ علیہ کے داماد اور سید محمد کفیل شاہ صاحب کے والد گرامی سید محمد وکیل شاہ صاحب جو شدید علیل ہیں، اُن کی عیادت کی اور دعا کی کہ اُنہیں اللہ تعالیٰ شفاء عطاء فرمائیں (آمین) جس کے بعد پھر ہم ملتان سے چیچہ وطنی کے لیے روانہ ہوئے۔ گاڑی میں سفر میں چیمہ صاحب، رانا قمر الاسلام اور مولانا منظور احمد سے مختلف موضوعات پر اس طرح باتیں ہوتی رہیں جیسے باقاعدہ ایک نشست ہو رہی ہے۔ نماز عصر راستہ میں میاں چنوں کے قریب ایک خوبصورت مسجد میں ادا کی اور نماز مغرب ہم نے چیچہ وطنی سے متصل ایک نئی زیر تعمیر کالونی میں زیر تعمیر مسجد ختم نبوت میں ادا کی۔ جناب چیمہ صاحب ہماری جماعت میں ایک منفرد اور انوکھے انداز کے انتہائی مستعد رہنما ہیں، اُنھوں نے مجھے بتایا کہ اس نئی کالونی میں اُنھوں نے کوشش کر کے اپنے ہی جماعتی ساتھیوں کو پلاٹ دلوا دیئے ہیں اور وہ کچھ زیر تعمیر ہیں اور کچھ تعمیر ہو چکے ہیں، جہاں یہ مسجد بن رہی ہے، اُس کے اردگرد سبھی اپنے جماعتی ساتھیوں کے ہی مکانات ہونگے۔ اس زیر تعمیر مسجد کے بالکل ساتھ ایک وسیع پلاٹ بطور گارڈن پارک کا ہے جس سے مسجد کی اہمیت اور زیادہ ہو جائے گی کہ یہاں عیدین کی نماز بھی ادا ہوتی ہے، اس نئی کالونی کے مشرق کی طرف کوئی اہم شخصیت بحریہ ٹاؤن کی طرح کی ایک نئی کالونی بنا رہی ہے، جس میں اس نئی کالونی کی اہمیت اور بڑھ جائے گی، نماز مغرب اسی مسجد ختم نبوت کی عارضی مسجد میں ادا کی گئی، مسجد کی امامت کا فریضہ جماعت کے ہی ایک ساتھی جن کا نام قاضی ذیشان آفتاب نے ادا کیا۔ اُنکی خوبصورت تلاوت سے دل ہی نہیں دماغ بھی محظوظ ہوا، امام صاحب نے جب مجھے یہ بتایا کہ وہ میری آپ بیتی ''ورق ورق زندگی'' بڑے تسلسل اور باقاعدگی کے ساتھ پڑھتے ہیں، تو مجھے خوشی ہوئی، نماز سے فارغ ہوئے تو اسی نئی کالونی میں ہی ایک جماعتی ساتھی شاہد حمید صاحب کے زیر تعمیر گھر میں ہماری تواضع اچھی چائے اور مٹھائی سے کی گئی۔ کافی دیر تک ہم تمام ساتھی اس نئی کالونی کے بارے میں باتیں کرتے رہے اور یہ بات میرے لیے انتہائی خوشی کا باعث ہوئی کہ اس کالونی میں کافی حصہ اُن لوگوں کے مکانات کا ہو گا، جن کا تعلق جماعت سے ہے اور وہ جماعت کے متحرک کارکن ہیں۔ اس کے بعد ہم پھر شہر میں مسجد عثمانیہ میں آئے۔ جو کہ جماعت کا ہی مرکز ہے اور کافی عرصہ پہلے ہی ہر طرح سے مکمل ہے۔ مسجد میں داخل ہوتے ہی مجھے یاد آیا کہ یہاں اس مسجد میں تو میں نے ایک جمعتہ المبارک کے موقع پر تقریر بھی کی تھی، انتہائی خوبصورت کشادہ مسجد دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا اور دل سے ہی بے اختیار جناب عبداللطیف خالد چیمہ صاحب کے لیے ڈھیروں دعائیں نکلیں، جن کی مساعی سے چیچہ وطنی ہماری جماعت احرار کا ایک مضبوط و مستحکم اور مثالی مرکز بن چکا ہے، مسجد عثمانیہ کے ایک ایک شعبے کو دکھایا گیا، پھر یہ بھی بتایا گیا کہ مسجد کے سامنے کا حصہ بھی جماعتی ملکیت میں ہی ہے، جس میں مسجد کے ساتھیوں کے رہائشی مکانات ہیں، یہاں سے فارغ ہونے کے بعد پھر بلاک نمبر 12 کی جامع مسجد کے ملحقہ جماعت احرار چیچہ وطنی کے دفتر احرار (زونل آفس) میں آئے اور یہاں بھی مفکر احرار چودھری افضل حق رحمتہ اللہ علیہ لائبریری دکھائی گئی وہاں اُس کمرے میں لے گئے، جہاں شہر کے چھوٹے چھوٹے بچے قرآن ناظرہ پڑھتے ہوئے بھلے معلوم ہوئے، جب میں یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا اور چیمہ صاحب مجھے یہ سب کچھ دکھا رہے تھے، میں نے کہا کہ یہ تو ایسے ہی سب کچھ ہو رہا ہے، جیسے کہ جیو کے الیکٹرانک چینل پر ایک پروگرام ''ایک دن جیو کے ساتھ'' باقاعدگی کے ساتھ ہوتا ہے، راستہ میں میں نے چیمہ صاحب سے ایک

فرمائش یہ بھی کردی کہ ہمارے پرانے اور جماعتی ساتھی جناب اکرام الحق سرشار صاحب جو کہ ایک معروف شاعر ہیں، اُن سے ایک نشست ہو جائے، تو سونے پر سہاگہ ہوگا، اُنہوں نے جواب دیا کہ آپ کی یہ خواہش بھی پوری کردی جائے گی، فوراً انہوں نے سرشار صاحب کو فون کیا اور میری دفتر احرار میں آمد سے آگاہ اور اُن سے کہا کہ پروفیسر خالد شبیر احمد میرے ساتھ یہاں آئے اور آپ سے ملاقات کے خواہش مند ہیں اور چاہتے ہیں کے آپ کے کلام سے مستفیض ہوں، انہوں نے کہا کہ میں آرہا ہوں۔ چنانچہ رات عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر کھانا کھایا اور پھر ایک شعری نشست ہوئی، سرشار صاحب پُرگو اور خوب گو شاعر ہیں شعر کہتے ہوئے، ان کی کیفیت دیدنی ہوجاتی ہے۔ اُنہیں اپنا سارا دیوان زبانی یاد ہے، رات 11 بجے تک اُن کے کلام سے مستفید بھی ہوا اور مستفیض بھی، کبھی کبھی درمیان میں مجھے اگر کوئی غزل یا پھر اپنا شعر یاد آجاتا تو میں بھی اُنہیں سناتا، کچھ ایسے لوگ بھی خبر سنتے یہاں ہمارے پاس آ گئے جنہیں شعر و شاعری سے رغبت ہے اور چھوٹا سا بھرپور مشاعرہ رات گئے تک جاری رہا، اُن کی نعت کا ایک شعر ذہن پر محفوظ ہو گیا:

تمام پیڑوں پر سایہ جس کی رحمت کا — بھرے جہاں میں وہی اک درخت ایسا ہے

دوسری نعت کا ایک شعر:

ایسی مثال ہوگی نہ ایسی مثال ہے — خوشبو گلاب کی ہے، پسینہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا

اُن کی غزل کے دو شعر یوں تھے:

دشت شب پر خون چھڑکا جائے گا — تب کہیں جاکر اندھیرا جائے گا

ایسا موسم بھی یہاں آجائے گا — ہر شجر اپنا ثمر کھا جائے گا

اگلی صبح 21 / مارچ، پیر کو چیمہ صاحب دفتر تشریف لائے تو ہم نے ناشتہ اکٹھے کیا، ڈاکٹر محمد اعظم چیمہ، عزیزی محمد آصف چیمہ ،حکیم حافظ محمد قاسم اور دیگر دوستوں سے ملاقات کیا ہوئی طبیعت ہشاش بشاش ہوگئی، چیمہ صاحب تو دوکان پر چلے گئے اور میرے لیے حکم یہ تھا کہ میں درجہ حفظ قرآن کریم کی کلاس میں طلباء سے خطاب کروں، بڑے دار القرآن کے اساتذہ کرام حضرت قاری محمد قاسم، قاری محمد سعید ،قاری محمد صفدر کا تعلیمی نظم دیکھ کر طبیعت باغ باغ ہوگئی، میں نے طلباء سے گفتگو میں گزارش کی کہ قرآن پاک کے تین تقاضے ہیں کہ اس کو پڑھیں ،اس پر عمل کریں اور پھر قرآن پاک کے نظام کو دنیا میں نافذ کرنے کی پُرامن جدوجہد کرنے والے بن جائیں۔ آج سے پہلے تو میں اپنی افتادِ طبع کی بنیاد پر یہی سمجھتا رہا کہ جماعت کے متحرک رہنماؤں نے مدارس، مساجد، ادارے تو بنا دیئے لیکن جماعت کہاں ہے؟ لیکن ان دو دنوں میں احساس نہیں یقین ہو گیا کہ اب ملک بھر میں تعلیم القرآن کے اداروں اور مساجد و مراکز کی وجہ سے ہی جماعت میں تحرک اور بیداری پیدا ہوئی ہے۔ میں جانے سے پہلے چیمہ صاحب کو ملنے دُوکان پر گیا تو ہمارے ناظم اعلیٰ صاحب ایک عام دوکاندار کی طرح گاہکوں سے مشغول تھے ،اللہ نظر بد سے محفوظ رکھیں (آمین) دفتر چیچہ وطنی کے دیرینہ اور مستعد کارکن حافظ حبیب اللہ رشیدی صاحب نے مجھے فیصل موور اڈے پر پہنچایا اور میں فیصل آباد سے سواری بدل کر چنیوٹ گھر پہنچا تو فون پر چیمہ صاحب کو پہنچنے کی اطلاع دی تو میں سوچوں میں گم ہوگیا کہ یہ وہی ہمارے ناظم اعلیٰ ہیں جو بچہ ہوتا تھا تو سید ابوذر بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے حکم پر میں ان کی ٹریننگ کیا کرتا تھا، اللہ تعالیٰ جماعت کو مزید ایسے نوجوانوں کی کھیپ عطاء فرماویں تاکہ ہم اللہ کی دھرتی پر اللہ کے قانون کے نفاذ کی جدوجہد مزید منظم کرنے والے بن جائیں، آمین، یارب العالمین!

ادارہ

مسافرانِ آخرت

☆ رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی پوتی، حضرت مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی مدیر ''ملیہ'' فیصل آباد کی ہمشیر اور مجلس احرار اسلام رحیم یار خان کے قدیم کارکن بھائی محمد سلیم کی اہلیہ ۹ ر مارچ ۲۰۱۶ء کو رحیم یار خان میں انتقال کر گئیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے حسنات قبول فرمائے اور مغفرت فرما کر اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔

☆ مدرسہ رحیمیہ فتح العلوم ملتان کے بانی مدیر حضرت مولانا قاری محمد امیر ۴ ر مارچ ۲۰۱۶ء کو ملتان میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مولانا قاری محمد امیر رحمۃ اللہ علیہ جامعہ خیر المدارس ملتان کے فاضل اور حضرت مولانا قاری رحیم بخش پانی پتی نور اللہ مرقدہٗ کے اجلہ تلامذہ میں سے تھے۔ ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہم درس تھے۔ ۱۹۵۸ء میں دورۂ حدیث کی تکمیل کی۔ ۴ر مئی ۱۹۹۴ء میں مدرسہ رحیمیہ فتح العلوم کی بنیاد رکھی جہاں حفظ قرآن سے لے کر دورہ حدیث تک طلباء تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ حدیث شریف کا ایک سبق خود پڑھاتے۔ آپ کے فرزند مولانا قاری محمد طاہر مدرسہ کے مدیر و منتظم ہیں اور اپنے والد ماجد کے لگائے ہوئے پودے کو پانی دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کا فیض صدقہ جاریہ کی صورت میں باقی رہے۔

☆ گلاسگو (برطانیہ) میں ہمارے دیرینہ مہربان جناب محمد اکرم راہی کے برادرِ خورد محمد ارشاد (محمد اشرف صاحب کے عزیز) گزشتہ ماہ انتقال کر گئے

☆ ممتاز ماہر تعلیم اور ڈان کیڈٹ ہائی سکول چیچہ وطنی کے بانی رانا ظہور علی خاں ۱۲ر مارچ اتوار کو انتقال کر گئے۔ انتہائی محنتی اور نیک سیرت انسان تھے، تادمِ صحت ہمارے مرکزی مسجد عثمانیہ چیچہ وطنی میں فجر کی اذان دیتے رہے اور ہمارے مرکز اور اداروں سے بھر پور تعاون کرتے رہے۔ احرار گرلز ایجوکیشن سوسائٹی چیچہ وطنی کی سیکرٹری میمونہ عبداللطیف چیمہ نے ممتاز ماہر تعلیم اور ڈان کیڈٹ ہائی سکول چیچہ وطنی کے بانی رانا ظہور علی خاں کے انتقال پر تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ مرحوم ایک بلند پایہ مُشفق استاد اور نیک سیرت انسان تھے، انہوں نے تدریسی زندگی میں تربیتی پہلو پر بُہت محنت کی اور اپنے لواحقین کے ساتھ ساتھ ہزاروں شاگرد بھی سوگوار چھوڑے ہیں، انہوں نے کہا کہ مرحوم کے لائق شاگرد ملک کے مختلف حصوں میں اچھے عہدوں پر فائز ہیں، انہوں نے کہا کہ تعلیمی و تدریسی شُعبے میں ان کی گرانقدر خدمات کو مدتوں یاد رکھا جائے گا۔ علاوہ ازیں شہر کے تمام دینی و سیاسی اور سماجی و تعلیمی حلقوں نے رانا ظہور علی خاں کے انتقال پر تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے دعائے مغفرت کی ہے۔

☆ کمالیہ میں ہماری جماعت کے قدیم ترین بنیادی کارکن ماسٹر محمد سلیم انور ۲۵؍ مارچ جمعۃ المبارک کو انتقال فرما گئے، ناظم اعلیٰ جناب عبداللطیف خالد چیمہ، حاجی عبدالکریم قمر، جناب سیف اللہ اور دیگر ساتھی نماز جنازہ میں شریک ہوئے۔

☆ مفتی عبدالمتین (مدرس مدرسہ معمورہ کے پھوپھی زاد، حاجی محمد مقبول کے بیٹے اور مجلس احرار اسلام گڑھا موڑ کے صدر ماسٹر محمد اقبال صاحب کے بھانجے محمد معروف مرحوم، انتقال: ۵؍ مارچ ۲۰۱۶ء

☆ حضرت میاں مسعود احمد دین پوری مدظلہ (دین پور شریف) کے چھوٹے بھائی میاں رفیق احمد دین پوری مرحوم، انتقال: ۸؍ مارچ ۲۰۱۶ء

☆ مجلس احرار اسلام ملتان کے سابق کارکن شیخ فضل الرحمٰن مرحوم کے بھائی شیخ حبیب الرحمٰن مرحوم (ملتان) ۲ مارچ ۲۰۱۶ء

☆ خوش دامن صاحبہ مرحومہ ڈاکٹر محمد عمر فاروق، تلہ گنگ

☆ اہلیہ مرحومہ مولانا حکیم محمود احمد ظفر، سیالکوٹ

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائیں، ان کی حسنات قبول فرمائیں اور درجات بلند فرما کر اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائیں۔

احباب وقارئین سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین اور ساری امت کے لیے دعاء مغفرت اور ایصال ثواب کا اہتمام فرمائیں۔

دعاءِ صحت

☆ سید محمد کفیل بخاری کے والد ماجد حضرت حافظ سید محمد وکیل شاہ صاحب مدظلہ گزشتہ سات ماہ سے شدید علیل ہیں۔

☆ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندِ ارجمند جناب خواجہ رشید احمد گزشتہ کئی ماہ سے شدید علیل ہیں اور مرکز سراجیہ لاہور میں مقیم ہیں۔

☆ مدرسہ معمورہ ملتان کے معاون حافظ عبدالعلیم (شانی کریانہ سٹور) علیل ہیں۔

احباب وقارئین ان کی صحت یابی کے لیے خصوصی دعا فرمائیں۔ (ادارہ)

ادارہ

اخبارالاحرار

یادگار اسلاف مولانا مجاہد الحسینی اور علماء وفاق المدارس کی دارِ بنی ہاشم میں آمد

ملتان (۱۰؍ مارچ ۲۰۱۶ء) یادگار اسلاف مولانا مجاہد الحسینی، مولانا ظفر احمد قاسم (وہاڑی)، وفاق المدارس العربیہ جنوبی پنجاب کے مسئول مولانا زبیر احمد صدیقی، وفاق المدارس کے ضلعی مسئول مولانا محمد نواز جامعہ قادریہ حنفیہ (ملتان) پر مشتمل علماء کرام کے ایک بڑے وفد نے مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی دفتر دارِ بنی ھاشم ملتان کا دورہ کیا اور مولانا سید عطاء المومن بخاری، مولانا سید عطاء المہیمن بخاری، سید محمد کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ اور دیگر رہنماؤں سے ملاقات وتبادلہ خیال کیا اس موقع پر حضرت حافظ سید محمد وکیل شاہ مدظلہ بھی موجود تھے۔ مولانا زبیر احمد صدیقی نے سید محمد کفیل بخاری کو 3؍ اپریل کو لاہور میں ہونے والے تحفظ مدارس دینیہ کنونشن میں شرکت کی دعوت دی اور طے پایا کہ وفاق المدارس العربیہ ضلع ملتان کا ایک اجلاس جامع مسجد ختم نبوت دارِ بنی ھاشم ملتان میں منعقد ہوگا۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے مولانا زبیر احمد صدیقی سے تحریک تحفظ ختم نبوت کے ماتحت دینی مدارس اور وفاق المدارس العربیہ کے مابین رابطہ وتعاون کے حوالے سے تبادلۂ خیال کیا۔ اس موقع پر مجلس احرار اسلام اور تحریک تحفظ ختم نبوت کی قیادت نے اس امر کا اظہار کیا کہ وفاق المدارس سمیت دینی قوتوں کی تائید وحمایت ہر حال میں جاری رکھی جائے گی۔ سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ 3؍ اپریل کو لاہور میں وفاق المدارس کے زیر اہتمام استحکام پاکستان وتحفظ مدارس دینیہ کانفرنس کو کامیاب کرنے کے لیے بھر پور محنت کی جائے گی۔ یہ کانفرنس تحفظ مدارس کی جدوجہد میں سنگ میل ثابت ہوگی۔

وفاق المدارس جنوبی پنجاب سے ملحق مدارس کے مدیران کا مدرسہ معمورہ دار، بنی ہاشم میں اجلاس

ملتان (۱۶؍ مارچ) وفاق المدارس جنوبی پنجاب سے ملحق مدارس کے مدیران کا ایک اجلاس مسجد ختم نبوت مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم ملتان میں بعد نمازِ مغرب تا عشاء منعقد ہوا۔ وفاق المدارس ملتان کے مسئول، جامعہ قادریہ حنفیہ کے مہتمم مولانا محمد نواز نقشبندی مدظلہ کی زیر صدارت مدرسہ معمورہ کے ناظم سید محمد کفیل بخاری کے ابتدائی کلمات سے اجلاس کا آغاز ہوا۔ مولانا محمد نواز مدظلہ اور مہمان خصوصی مولانا زبیر احمد صدیقی مدظلہ (ناظم وفاق المدارس جنوبی پنجاب) نے مختلف مدارس کے مہتممین سے خطاب کرتے ہوئے ۳؍ اپریل کو لاہور میں منعقد ہونے والی عظیم الشان استحکام مدارس و پاکستان کانفرنس میں بھر پور شرکت اور کامیابی کے لیے تجاویز دیں۔ آخر میں مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر ابن امیر شریعت

حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ نے مختصر خطاب فرمایا اور آپ کی دعاء پر اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

قائدآباد میں مسلمانوں کی مسجد پر قادیانیوں کی 42 سالہ قبضہ ختم

قائدآباد (16/ مارچ) متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان نے قائدآباد (خوشاب) کے قریب چک نمبر 2۔ٹی ڈی اے کی مسجد پر قادیانیوں کا قبضہ ختم ہونے اور 42 ۔سال بعد مسجد مسلمانوں کے سپرد ہونے کے فیصلے کا زبردست خیر مقدم کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہم قانونی و عدالتی راستے کے قائل ہیں اور اسی راستے سے یہ مسجد مسلمانوں کو ملی ہے جو تحریک ختم نبوت کی پرامن جدوجہد کی عکاس اور غماز ہے، متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان کے کنونیر عبداللطیف خالد چیمہ نے مسجد کے کیس میں مقدمہ کے مدعی سید اطہر حسین شاہ گولڑوی اور پیروی کرنے والے وکلاء کی مساعی مسلسل کو خراج تحسین پیش کیا ہے اور کہا ہے کہ حکومت اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے لیے ضروری ہے کہ وہ امتناع قادیانیت ایکٹ پر مکمل عمل درآمد کروائیں اور قادیانی ریشہ دوانیوں کے تدارک کے لیے مؤثر اقدامات اٹھائے جائیں یاد رہے کہ 1974ء میں پارلیمنٹ میں لاہوری وقادیانی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے بعد دو قادیانی خاندانوں نے خود کو مسلمان ظاہر کر کے مسجد پر قبضہ کر لیا اور 6 مسلم خاندانوں کو قادیانیوں نے مرتد بنالیا، 2000ء میں قائدآباد میں تحریک ختم نبوت کے معمر کارکن سید اطہر حسین شاہ گولڑوی نے اس مسجد کی دستاویزات نکلوا کر سیشن جج کی عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا، 23۔ستمبر 2015ء کو ہائی کورٹ نے مسجد مسلمانوں کے حق میں کھولنے کا حکم سنایا اور ڈی سی او خوشاب کو ہدایت کی کہ وہ فیصلے پر عمل درآمد کروائیں چنانچہ ڈی سی او خوشاب ضیاء الرحمٰن نے پوری انکوائری اور تمام قانونی تقاضے پورے کر کے 16۔مارچ، بدھ کو مسجد مسلمانوں کے حوالے کرنے کا آرڈر دیا جس پر پولیس اور انتظامیہ نے مسجد اپنی نگرانی میں ڈی سیل کر کے مقدمے کے مدعی سید اطہر حسین شاہ گولڑوی اور ان کے ساتھیوں کے حق میں کھول دی، ختم نبوت لائرز فورم پاکستان کی ٹیم جو طاہر سلطان کھوکھر ،زاہد سعید بھٹہ، بدیع الزماں بھٹی، شاہ شمس العارفین، محمد زوار حسین کھارا اور بدر عالم شیخ پر مشتمل تھی اور انہوں نے معروف قانون دان غلام مصطفےٰ چودھری کی سربراہی میں طویل اور صبر آزما قانونی جنگ لڑی ان کو تحریک ختم نبوت کی تمام جماعتوں کے قائدین نے مبارکباد پیش کی ہے۔جمعیت علماء اسلام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماء مفتی زاہد محمود نے کہا ہے کہ قادیانیوں کو مسلمانوں کی مسجد پر قبضہ کرنے کا کوئی حق حاصل نہ تھا، ایسا کر کے انہوں نے مسلمانوں کے حق پر شب خون مارا انہوں نے کہا کہ سید اطہر شاہ گولڑوی نے جس طرح مقدمہ کی پیروی کی ہے یہ ایک مثال قائم ہوگئی ہے، انہوں نے سید اطہر شاہ گولڑوی ،معروف قانون دان غلام مصطفےٰ چودھری اور تحریک ختم نبوت کے رہنما حاجی عبداللطیف خالد چیمہ کی قانونی و اخلاقی کوششوں اور پرامن جدوجہد کو پورے ملک کے لیے ایک مثال کرار دیا ہے اور کہا ہے کہ ہمارے دوست اس قسم کے مسائل میں آئینی و قانونی اور عدالتی راستہ اختیار کریں تو آخر کار فتح مسلمانوں کی ہی ہوگی۔

یونیک
فاسٹ
ٹریولز اینڈ ٹورز
(پرائیویٹ) لمیٹڈ
تمام ائیرلائنز کی ٹکٹیں سستے ترین ریٹ میں حاصل کریں
عمرہ
نزدیک ترین رہائش
بہترین سروس
گروپ کے ساتھ
کے بہترین پیکج
علماء کرام گروپ کے ساتھ فری عمرہ پیکج حاصل کریں
سعودی عرب
دبئی
ملائیشیا
تھائی لینڈ
سری لنکا
چائینہ
سنگاپور
قطر
فلپائن
ماسکو
عراق
ازبکستان
مسقط
کے ویزٹ ویزے معلومات
بھمبر روڈ کوٹلہ گجرات
053-7575174
053-7575175
مولانا محمد اسعد ابوبکر
چیف ایگزیکٹو
03004002993
03454002993

بولان کا خالص

سرکہ سیب

(ایکسٹرا کوالٹی)

- دل کے بند والوں کو کھولتا ہے۔
- کولیسٹرول کو کم کرتا ہے۔
- ہاضمہ کو درست رکھتا ہے۔
- موٹاپے کو کم کرنے کیلئے بہترین دوا ہے۔
- گلے کی خراش اور بلغم ختم کر کے جسم کو صحت مند اور خوبصورت بناتا ہے۔
- رنگت نکھارتا ہے۔

Regd # QA/F/31

BOLAN'S®

Bolan Fruit Products
P.O.Box 285 Quetta
email: bfpq_asif@yahoo.com

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ ـــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ

مدرسہ معمورہ

بانی: سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

قائم شدہ: 28 نومبر 1961ء

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

خصوصیات

★ الحمدللہ مدرسہ معمورہ اپنے تعلیمی و فکری سفر میں ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے

★ حفظ و ناظرہ قرآن اور درسِ نظامی میں درجہ متوسطہ سے درجہ خامسہ تک تعلیم جاری ہے

★ دارالافتاء کا قیام ★ صرف و نحو کا، ماہر اساتذہ کی نگرانی میں اجراء

★ علمی، فکری، اخلاقی اور روحانی تربیت ★ تقریر و تحریر کی تربیت ★ دارالمطالعہ کی سہولت

★ ماہانہ مجلس ذکر ★ سالانہ ختم نبوت کورس ★ طالبات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہ میں حفظ و ناظرہ قرآن، درسِ نظامی اور پرائمری، مڈل شعبوں میں تعلیم جاری ہے

تعمیری منصوبے

● وسیع بیسمنٹ ہال ● دارالقرآن ● دارالحدیث ● دارالمطالعہ

اور دارالاقامہ کے لیے 24 کمروں پر مشتمل دو منزلہ عمارت کی تعمیر شروع کی جارہی ہے۔
تخمینہ لاگت بیسمنٹ ہال (20,00,000) بیس لاکھ روپے، لاگت فی کمرہ چار لاکھ روپے ہے
تخمینہ لاگت درس گاہیں، ہاسٹل، لائبریری، مطبخ (1,00,00,000) ایک کروڑ روپے
صدقہ جاریہ میں حصہ لیں اور نقد و سامان تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرما کر اجر حاصل کریں۔
نیز طلباء کی ضروریات کے لیے زکوٰۃ و عشر، صدقات اور عطیات سے تعاون فرمائیں۔

ترسیلِ زر
بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 0278-37102053
یو بی ایل، ایم ڈی اے چوک ملتان

رابطہ
061 - 4511961
0300-6326621
majlisahrar@yahoo.com
majlisahrar@hotmail.com

الداعی الی الخیر
ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری
مہتمم
مدرسہ معمورہ ملتان